اختلافی مسائل کے حل کا ایک نایاب دستاویز
قرآن کریم
اور
بخاری شریف سے جواب
مولانا ملک محمد شبیر عالم مصباحی
فاضل اشرفیہ مبارکپور
اسلامک پبلشر

اختلافی مسائل کے حل کا ایک نایاب دستاویز
قرآن کریم
اور
بخاری شریف سے جواب
مولانا ملک محمد شبیر عالم مصباحی
فاضل اشرفیہ مبارکپور
اسلامک پبلشر
۲۴۷۔ گلی سروطے والی مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۶
Ph:(011)23284316, Fax: 23284582

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب : قرآن کریم اور بخاری شریف سے جواب

مصنف : مولانا ملک محمد شبیر عالم مصباحی
فاضل اشرفیہ مبارکپور

ناشر : اسلامک پبلشر
۴۴۷، گلی سروتے والی مٹیا محل جامع مسجد دہلی۔۶
Ph.: 23284316,Fax.: 23284582

قیمت : -/40 روپے

صفحات : ۱۴۴

ISLAMIC PUBLISHER
447, GALI SAROTEY WALI
MATIA MAHAL JAMA MASJID DELHI-6
PH: 23284316 FAX: 23284582

اسلامک پبلشر
۴۴۷، گلی سروتے والی مٹیا محل جامع مسجد دہلی۔۶

«حرفِ آغاز»

بحمدہ تعالیٰ: اپنی آٹھویں کاوش ''قرآن کریم اور بخاری شریف سے جواب''
آپ کے ہاتھوں تک پہنچانے میں کامیاب ہوا۔

میں نے اس کتاب میں اہل سنت و جماعت کے مذہبی معمولات وعقائد کا قران کریم کی بانوے آیتوں اور بخاری شریف کی ایک سوتینتیس حدیثوں سے تحقیقی جائزہ لیا ہے اور مضامین کو حوالوں سے مزین کرنے کی پوری کوشش کی ہے، نوازش ومہربانی ہے محققِ تصانیفِ جدیدہ و صاحبِ تصانیفِ کثیرہ حضرت علامہ عبدالمبین نعمانی صاحب قبلہ کا، کہ آپ نے اس کتاب پرنظر ثانی فرما کر اپنے مقدمہ میں اس کتاب کے لکھنے کا مقصد بھی واضح کردیا ہے، پھر بھی میری کم علمی کے سبب غلطیوں کا امکان ہنوز باقی ہے تنقید برائے اصلاح اپنی رائے اور غلطیوں کی نشاندہی فرمائیں نوازش ہوگی۔

میں انتہائی مشکور ہوں اپنے ان مخلص احباب ومعاونین کا جنھوں نے اس کتاب کو شائع کرنے میں تعاون فرمایا ہے اور گزارش کے باوجود اپنا نام ظاہر کرنا بھی پسند نہیں کیا ہے جَزَاكَ اللّٰهُ تعالیٰ فِی الدَّارَیْن ۔

اللہ تعالیٰ ان کے اس خلوص کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو مسلمانوں کے اتفاق و اتحاد میں معاون ومددگار بنائے۔

آمین بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

دعا الٰہی ہے شاذ کی یہ ہو جائے تازہ دلوں میں ایماں
تو اِس رسالہ کو عام کردے کہ فیض پا جائیں سب مسلماں

ملک محمد شبیر عالم مصباحی

ایک مرتبہ اس کتاب کو ضرور پڑھ لیں یا کسی سے سن لیں۔

﴾شرف انتساب﴿

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر لیے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

میری یہ کاوش علم وحکمت اور تعلیم وتربیت کی قابلِ افتخار درس گاہ

مادرِ علمی

الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور یوپی

کے نام

جو عالمی سطح پر اہل سنت وجماعت کا باوقار دینی، علمی اور فکری نمائندہ وترجمان ہے

اس کا اجروثواب والدہ محترمہ مرحومہ **مسعودہ خاتون** متوفی ۲۸/ذی الحجہ ۱۴۲۵ھ/مطابق ۸/فروری ۲۰۰۵ء اور والدِ گرامی جناب **ملک محمد صدیق عالم** ابن جناب ملک فدا حسین قادری کے نام جو سلطانی جامع مسجدِ مرکز اہل سنت چتراڈرگہ کرناٹک میں میری خطابت وامامت کے درمیان اپنے وطن، عزیز واقارب دوست واحباب سے دور میرے ساتھ صرف چھ ماہ کی قیام کے بعد ۱۸/ذی الحجہ ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۹/جنوری ۲۰۰۵ء بروز جمعرات وصال فرما گئے آپ کا جسدِ خاکی چتراڈرگہ اہلسنت وجماعت کے قبرستان میں مدفون ہے۔

ابرِ رحمت اُن کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

ابوطیبہ: ملک محمد شبیر عالم مصباحی

﴿مقدمہ﴾

محقق تصانیف جدیدہ، پیر طریقت حضرت علامہ **عبدالمبین نعمانی** صاحب

بانی دارالعلوم قادریہ چریا کوٹ ورکن المجمع الاسلامی مبارکپور (یوپی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم وآلہٖ وصحبہٖ اجمعین

زیر نظر کتاب ''قرآن کریم اور بخاری شریف سے جواب'' عزیزی مولانا حافظ و قاری مَلِک محمد شبیر عالم مصباحی کی ایک ایسی کتاب ہے جو اپنے انداز میں ندرت لیے ہوئے ہے۔

آج کچھ لوگ جو فقہ کے خلاف ہیں اور اقوال بزرگان دین کو بھی کچھ اہمیت نہیں دیتے بلکہ اکابر ملت کو بھی مشرک و بدعتی کہنے میں کوئی تکلف نہیں کرتے ان کی آج کل یہ عادت سی بن گئی ہے کہ ہر معاملے میں یہی کہتے ہیں کہ قرآن میں کہاں ہے؟ حدیث میں کہاں ہے؟ جب حدیث پیش کی جاتی ہے تو جھٹ سے کہہ دیتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے اور یہ بول کر یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ گویا یہ حدیث من گھڑت ہے اس کا کوئی بھی معیار نہیں، نہ اس سے کسی قسم کا کوئی حکم مستنبط ہوسکتا ہے یعنی ضعیف بلکہ حسن تک کو بھی بالکل موضوع کے درجے میں لا کھڑا کرتے ہیں۔

ادھر عام مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ دنیاوی ہر کام میں تو پوری باریک بینی پر عمل کرتے ہیں ہر طرح سود و زیاں کی فکر کرتے ہیں لیکن دین کے معاملے میں کسی طرح کی تحقیق و تدقیق اور باریک بینی سے ان کو کوئی سروکار نہیں، جس نے بھی دین کے نام پر جو کچھ بک دیا بس اسی کو دین اور حق سمجھ بیٹھے، اپنے قریبی اہل علم حضرات سے بھی رجوع کی زحمت گوارہ نہیں کرتے اس طرح گمراہیاں تیزی سے بڑھ رہی ہیں جس کے تدارک کی ضرورت ہے۔

یوں ہی یہ مطالبہ بھی ہوتا ہے کہ صحاح ستہ میں دکھاؤ اور جب صحاح ستہ کی کسی کتاب کا حوالہ دے دیا جاتا ہے تو پھر کہتے ہیں بخاری و مسلم میں دکھاؤ ایسا لگتا ہے کہ صحاح ستہ یا ان

میں بخاری و مسلم کے لیے کوئی آیت نازل ہوگئی ہے کہ بس ان کے علاوہ حدیث ہی نہیں، یا ہے مگر ان سے استدلال ہی درست نہیں ظاہر بات ہے یہ نظریہ سراسر غلط ہے۔

یہ بات بالکل درست اور متفق علیہ ہے کہ صحاح ستہ دیگر کتابوں سے ممتاز و فائق ہیں اور ان میں بخاری و مسلم کا درجہ بڑھا ہوا ہے اور ان میں بھی بخاری کو اصح کتب ہونے کا درجہ حاصل ہے یہ تو ایسی بات ہے کہ جس کا شاید ہی کوئی انکار کرے، مگر یہ نظریہ سراسر غلط ہے کہ جو کچھ بخاری و مسلم میں ہے وہی صحیح ہے وہی قابل استدلال ہے، اور احکام صرف بخاری و مسلم یا صحاح ستہ سے ہی نکالے جاسکتے ہیں باقی حدیث کی کتابیں بالکل بے کار ہیں۔

بس اسی پُر فریب نظریے کے جواب میں مصنف نے قلم اٹھایا اور مختلف فیہ مسائل کو سوالات کی شکل میں پیش کر کے ہر ایک کے جوابات کو قرآن پاک کی آیات اور صحیح بخاری شریف کے حوالوں سے دینے کی ایک کامیاب کوشش کی ہے تا کہ بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہی سے بچایا جاسکے۔

یہ کام چنداں آسان نہ تھا بڑی جاں کاہی اور محنت کا کام تھا مگر مولانا محمد شبیر عالم صاحب مصباحی نے اپنی صلاحیتوں سے اس مشکل راہ کو۔طے کر کے ایک دینی خدمت انجام دی ہے ہمیں امید ہے کہ اس کتاب سے فائدہ ہوگا، غلط فہمیاں دور ہوں گی اور مسلک اہل سنت و جماعت کی تائید و توثیق میں یہ کتاب اچھا رول ادا کرے گی۔

ضرورت ہے کہ اسے گھر گھر پہنچایا جائے، اس کے مطالعے کی دعوت دی جائے، تا کہ مصنف کا مقصد پورا ہو اور بھٹکے ہوؤں کو راہ راست ملے۔اللہ تعالیٰ مصنف کو جزائے خیر دے، ان کے علم، عمر، اخلاص اور عمل میں برکتیں عطا فرمائے۔آمین

بجاہ سید المرسلین علیہ و آلہ وصحبہ الصلاۃ و التسلیم۔

محمد عبدالمبین نعمانی قادری

دارالعلوم قادریہ چریاکوٹ، مئو (یوپی)

۷؍ربیع الآخر ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۵؍اپریل ۲۰۰۷ء چہارشنبہ

امام بخاری کا مختصر تعارف

از: شارح بخاری حضرت علامہ مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

امام بخاری کی ولادت ۱۳؍شوال ۱۹۴ھ کو جمعہ کے دن مشہور شہر بخارا میں ہوئی آپ کا نام محمد اور کنیت ابوعبداللہ ہے امیر المومنین فی الحدیث، بخاری، ناصر الاحادیث النبویہ، ناشر المواریث المحمدیہ القاب ہیں۔

بچپن میں امام بخاری کی بینائی جاتی رہی دوا علاج سے کوئی فائدہ نہ ہوا ایک رات والدہ محترمہ نے خواب دیکھا کہ سیدنا ابرہیم علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیری دعا قبول فرمالی اور تیرے بچے کی بینائی واپس فرمادی صبح کو امام بخاری بینا ہوکر اٹھے پھر آنکھوں میں ایسی روشنی آئی کہ آپ چاندنی میں بیٹھ کر لکھا پڑھا کرتے، دستور کے مطابق امام بخاری مکتب میں ابتدائی تعلیم حاصل کرتے رہے جب دس سال کے ہوئے تو آپ کو باالہام ربانی علم حدیث سیکھنے کا شوق پیدا ہوا اور آپ وہاں کے مشہور ومعروف محدثین کی خدمت میں حاضر ہوکر علم حدیث سیکھنے لگے قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ جس بات کو ایک مرتبہ سن لیتے یا پڑھ لیتے وہ اس طرح یاد ہوجاتی کہ پھر کبھی بھولتے نہ تھے چنانچہ آپ کے ہم سبق ساتھی اسماعیل ابن حاشد کہتے ہیں کہ ہم لوگ محدثین سے جو بھی حدیث سنتے اسے لکھ لیا کرتے مگر امام بخاری صرف سن کر چلے آتے ہم نے ان سے بار بار کہا کہ وقت ضائع کرنے سے کیا فائدہ؟ تم جو بھی سنو اسے لکھ لیا کرو مگر آپ پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا۔

سولہ دن کے بعد امام بخاری نے کہا تم لوگوں نے مجھے بہت ملامت کی ہے تم لوگ اب تک جتنی حدیثیں لکھ چکے ہو مجھے سناؤ۔

ہم لوگوں نے پندرہ ہزار حدیثیں لکھ رکھی تھیں ہم نے اپنے اپنے نوشتوں سے دیکھ کر حدیث پڑھنا شروع کیا تو یہ حال ہوا کہ ہمارے نوشتوں میں غلطی تھی امام بخاری کی یادداشت میں کوئی کمی نہ تھی ہم نے ان کے یادداشت سے اپنے اپنے مکتوبات کی تصحیح کرلی، ۲۱۰ھ

میں آپ سولہ کی عمر میں اپنے بڑے بھائی احمد ابن اسمٰعیل اور والدہ محترمہ کے ساتھ حج کو گئے اور مکہ معظمہ میں رہ کر تحصیل علم، تصنیف و تالیف اور علم دین کی نشر و اشاعت میں مصروف ہو گئے اٹھارہ سال کی عمر میں آپ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مزار اقدس کے پاس بیٹھ کر اپنی مشہور کتاب 'کتاب التاریخ' لکھی۔ (طبقات الکبریٰ، جلد ۳، ص ۵)

آپ کے والد گرامی نے اپنے ترکے میں بہت زیادہ مال و دولت چھوڑا تھا لیکن رئیسانہ انداز میں زندگی گزارنے کے بجائے بہت سادہ اور زاہدانہ طرز پر گزر بسر کرتے چالیس دن تک سوکھی روٹی کھانے کی وجہ سے آپ بیمار پڑ گئے تو اطباء نے قارورہ دیکھ کر کہا کہ ان کا قارورہ راہبوں کے قارورہ کی طرح ہے سوکھی روٹی کھانے کے سبب آنتیں سوکھ گئی ہیں لوگوں کے بہت اصرار کرنے پر آپ نے انگور کے شیرہ سے روٹی کھانا قبول کیا۔

آپ ایک اچھے تاجر تھے اور اپنی تجارت میں نیت کے اتنے سچے تھے کہ ایک دفعہ امام بخاری کے پاس کچھ سامانِ تجارت آیا تاجروں کو پتہ چلا تو امام بخاری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ہم آپ کو پانچ ہزار درہم نفع دینے کو تیار ہیں آپ نے فرمایا ابھی رات کا وقت ہے آپ لوگ صبح میں آکر بات کریں۔

صبح کو دوسرے تاجروں نے آکر کہا ہم آپ کو دس ہزار درہم نفع دیں گے آپ ہمیں اپنا مال دیدیں آپ نے فرمایا میں نے رات ہی کو نیت کر لی تھی کہ پانچ ہزر درہم کے عوض یہ سامان دے دوں گا اب مجھے نیت بدلنا پسند نہیں۔

حدیث کی تلاش و جستجو کا شوق اتنا زیادہ تھا کہ آپ خود فرماتے ہیں "میں علم حدیث کی طلب کے لیے چھ سال تک حجاز میں رہا، دو مرتبہ مصر، دو مرتبہ شام، دو مرتبہ جزیرہ اور چار مرتبہ بصرہ کا سفر کیا اور بغداد کتنی مرتبہ گیا اس شمار نہیں۔

آپ نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات، افعال، احوال اور حلیہ و جمال کے ایک ایک نقش و نگار کی تلاش و جمع کرنے اور پھر اسے پوری دنیا میں پھیلانے کی سعی پیہم میں گزار دیا تقریباً نوے ہزار لوگوں کو آپ نے صحیح بخاری سنایا یا ساٹھ

سال تک امام بخاری کا فیضان جاری رہا اور یکم شوال ۲۵۶ھ کو یہ آفتاب و ماہتاب اہل دنیا کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا عید الفطر کے دن بعد نماز ظہر اس گنجینۂ کرامت کو سپرد خاک کیا گیا

ابر رحمت ان کے مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

دفن کے بعد قبر اطہر سے مشک کی خوشبو اٹھتی تھی لوگ دور دراز سے آکر مزار پاک کی مٹی لے جاتے۔ وفات کے ایک سال بعد سمرقند میں قحط پڑ گیا لوگوں نے نماز استسقاء پڑھی دعائیں مانگی مگر بارش نہ ہوئی ایک مرد باخدا نے قاضی سے جاکر کہا تم شہر والوں کے ساتھ امام بخاری کے مزار پر حاضر ہو کر دعا مانگو امید ہے کہ اللہ عزوجل تمہاری دعا قبول فرما لے چنانچہ قاضی شہر نے شہر والوں کے ساتھ امام بخاری کے مزار پر حاضر ہو کر امام بخاری کے وسیلے سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور مسلسل سات دنوں تک بارش ہوتی رہی۔

(طبقات الشافعیۃ الکبریٰ جلد دوم ص ۱۲ از امام عبدالوہاب تقی الدین سبکی)
(مقدمہ فتح الباری، ص ۴۹۴)

تلخیص و ترتیب :
ملک محمد شبیر عالم مصباحی
از: نزہۃ القاری شرح بخاری

﴿جامع صحیح بخاری شریف کا تعارف﴾

امام بخاری نے اس کا نام اَلْجَامِعُ الْمُسْنَدُ الصَّحِیْحُ الْمُخْتَصَرُ مِنْ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ و سننِہٖ وَ اَیَّامِہٖ رکھا ہے جو جامع صحیح بخاری شریف کے نام سے مشہور ہے اکثر محدثین کی رائے میں صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابن ماجہ، نسائی، جامع ترمذی، سنن ابوداؤ اور دیگر حدیث کی کتابوں میں صحت وقوت کے اعتبار سے بخاری شریف کو سب پر فوقیت ہے۔

یہ مقولہ تقریباً متفق علیہ ہے اَصَحُّ الْکِتَابِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ اَلصَّحِیْحُ الْبُخَارِیْ

امام بخاری فرماتے ہیں "سولہ سال کی مدت میں چھ لاکھ حدیثوں میں سے چن چن کر اس جامع میں صرف احادیث صحیحہ لکھا ہے اور جن صحیح حدیثوں کو طوالت کے خوف سے ترک کر دیا ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہیں ہر حدیث کو لکھنے سے پہلے میں غسل کرتا، دو رکعت نفل پڑھتا پھر استخارہ کرتا جب کسی حدیث کی صحت پر دل جمتا تو اسے کتاب میں درج کر دیتا۔

اللہ تعالیٰ نے جو مقبولیت صحیح بخاری کو عطا فرمائی وہ کسی تصنیف کو آج تک حاصل نہ ہو سکی مشرق سے مغرب تک تمام ممالک اسلامیہ وغیر اسلامیہ میں بخاری شریف کا سکہ بیٹھا ہوا ہے حدیث کی کتابوں میں جتنی شرحیں بخاری شریف کی ہوئی ہیں کسی اور کی نہیں عربی میں پچاس شرحوں کے علاوہ فارسی اردو کی شرحوں کو ملا لیا جائے تو ان کی تعداد سو تک پہنچ جائے گی۔

دعاؤں کے قبول ہونے، مشکلوں کے حل ہونے، حاجتوں کے پورا ہونے کے لیے ختم بخاری شریف آزمودہ نسخہ ہے اس لیے کہ امام بخاری مستجاب الدعوات تھے اور انھوں نے اس کے پڑھنے والے کے لیے دعا کی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم وَعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَوَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْن۔

سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہان والوں کا، بہت مہربان رحمت والا، اور درود وسلام نازل ہو اس کے مقدس رسول پر، اوران کے تمام آل اولاد، اصحاب، ازواج مطہرات، اور اہلِ بیت اطہار پر۔

اَمَّا بَعْد فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔

﴿۱﴾وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّ ھُدًی وَّ رَحْمَۃً وَّ بُشْریٰ لِلْمُسْلِمِیْنَ (پارہ۱۴/سورۃ النحل ۸۹)

''اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور مسلمانوں کے لیے ہدایت ورحمت وبشارت ہے۔''

﴿۲﴾یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَ کُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا۔ (پارہ۶/سورۃ النساء ۱۷۴)

''اے لوگو! بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اتارا۔''

﴿۳﴾اِنَّا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ فَمَنِ اھْتَدٰی فَلِنَفْسِہٖ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیْھَا۔ (پارہ۲۴/سورۃ الزمر ۴۱)

''بے شک ہم نے تم پر یہ کتاب لوگوں کی ہدایت کے لیے حق کے ساتھ اتاری تو جس نے راہ پائی تو اپنے بھلے کو اور جو بہکا وہ اپنے برے کو بہکا۔''

﴿۴﴾ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا۔ (پارہ۵/النساء۵۹)

''اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور اُن کا جو تم میں حکومت والے ہیں پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور اِس کا انجام سب سے اچھا۔''

جامع صحیح بخاری شریف جلد دوم/صفحہ ۸۹۷ ''بَابُ الْهِجْرَۃ''

﴿۱﴾ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا وَّلَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثِ لَیَالٍ۔

حضرت اَنس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بغض نہ رکھو، حسد اور غیبت نہ کرو، اور اللہ کے بندے بن کر بھائی بھائی ہو جاؤ اور کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ سلام کلام قطع کرے۔

﴿۵﴾ فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (پارہ۱۷/الانبیاء۷)

تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔

☆☆☆☆☆

﴿ تکبیر تحریمہ کا حکم ﴾

سوال : تکبیر تحریمہ کے بعد بسم الله الرحمٰن الرحیم کیسے پڑھا جائے؟

جواب : سنت یہ ہے کہ سورہ فاتحہ کے شروع میں بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم آہستہ پڑھے اور اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن سے قراءت شروع کرے۔

جامع صحیح بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۰۲ بَابُ مَا یَقْرَءُ بَعْدَ التَّکْبِیْر تکبیر کے بعد کیا پڑھے (کِتَابُ الْاَذَان)

﴿۲﴾عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ اَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ کَانُوْا یَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوۃَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نماز میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَب الْعَالَمِیْن سے قراءت شروع کیا کرتے تھے۔

﴿ تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ ﴾

سوال : تشہد (التحیات) میں بیٹھنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب : مردوں کے لیے تشہد میں بیٹھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دونوں قعدہ میں داہنا پاؤں کھڑا کرے اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے۔

بخاری شریف جلد اول رصفحہ ۱۱۴ر ''بَابُ سُنَّۃِ الْجُلُوْسِ فِی التَّشَھُّد '' تشہد میں بیٹھنے کا سنت طریقہ (کِتَابُ الْاَذَان)

﴿۳﴾ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے فرماتے ہیں کہ میرے والدگرامی نے فرمایا '' اِنَّمَا سُنَّۃُ الصَّلٰوۃِ اَنْ تَنْصِبَ رِجْلَکَ الْیُمْنٰی وَتَثْنِیَ الْیُسْرٰی ''نماز پڑھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ تو اپنا داہنا پاؤں کھڑا کرے اور بایاں پیر بچھا دے۔

﴿ سلام کے بعد رخ بدلنا ﴾

سوال : امام صاحب نمازِ باجماعت میں سلام پھیرنے کے بعد قبلہ کی طرف سے اپنا چہرہ کیوں پھیر لیتے ہیں؟

جواب : امام صاحب کا سلام پھیرنے کے بعد چہرہ پھیر لینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۱۷ ''بَـابٌ یَستَقْبِلُ الْاِمَامُ النَّاسَ اِذَا سَلَّمَ'' امام نمازیوں کی طرف منہ کرلے جب وہ سلام پھیرے (کِتَابُ الْاَذَان)

﴿۸﴾ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلیّٰ صَلوٰةً اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْهِهٖ۔

حضرت سمرہ ابن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب نماز سے سلام پھیرتے تو اپنا چہرۂ مبارکہ ہماری طرف پھیر لیتے۔

﴿ بعد نماز ذکر بالجھر ﴾

سوال : جماعت کے ساتھ فرض نماز پڑھتے وقت سلام پھیرنے کے بعد بلند آواز سے لاالٰه الا اللّٰه یا پورا کلمہ طیبہ پڑھنا کیسا ہے

جواب : اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

﴿۶﴾ فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلوٰةَ فَاذْکُرُوا اللّٰهَ قِیَامًا وَّ قُعُوْداً وَّعَلیٰ جُنُوْبِکُم فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلوٰةَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَاباً مَّوْقُوْتاً.

(پارہ۵ النساء۱۰۳)

پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے پھر جب مطمئن ہو جاؤ تو حسب دستور نماز قائم کرو بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۱۷ بَـابُ الذِّکْـرِ بَعْدَ الصَّلوٰة نماز کے بعد

ذکر کرنے کا بیان(کِتَابُ الْاَذَان) بَابُ الدُّعَا بَعْدَ الصَّلوٰۃ ،نماز کے بعد دعا کرنے کا بیان۔

(کِتَابُ الدَّعْوَات)

﴿۴﴾ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد پڑھتے تھے لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر اَللّٰھُمَّ لَامَانِعَ لِمَا اَعْطَیْتَ وَلَامُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَایَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ۔

نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لیے ملک ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر شئی پر قادر ہے یا اللہ کوئی روکنے والا نہیں جو تو عطا فرمائے اور کوئی دینے والا نہیں جو تو روک دے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۱۶ ''بَابُ الذِّکْرِ بَعْدَ الصَّلوٰۃ ''نماز کے بعد ذکر کرنے کا بیان(.

کِتَابُ الْاَذَان)

﴿۵﴾ عَنْ اِبْنُ عَبَّاسٍ قَالَ کُنْتُ اَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلوٰۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالتَّکْبِیْر۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز کا ختم ہونا تکبیر کی آواز سے پہچانتا تھا۔

﴿۶﴾ اِنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّکْرِ حِیْنَ یَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَکْتُوْبَۃِ کَانَ عَلٰی عَھْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگوں کا فرض نماز سے فارغ ہو کر بلند آواز سے ذکر کرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے سے جاری ہے۔

﴿۷﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ کُنْتُ اَعْلَمُ اِذَا انْصَرَفُوْا بِذٰلِکَ اِذَا سَمِعْتُہٗ

اور حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے تو لوگوں کا نماز

سے فارغ ہونا اسی ذکر کی آواز سن کر معلوم ہوتا۔
بخاری شریف کی ان تینوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ فرض نماز میں سلام پھیرنے کے بعد بلند آواز سے **لا الٰہ الا اللہ** یا تکبیر پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے، صحابۂ کرام کا طریقہ ہے، جماعت ختم ہونے کی علامت ہے، اور یہ مبارک طریقہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ سے جاری ہے اس سنت کو مزید فروغ دینے کی ضرورت ہے۔

﴿ فجر کے بعد سنت پڑھنے کا حکم ﴾

سوال : اگر فجر کی سنت پڑھے بغیر جماعت میں شریک ہو گئے تو کیا اب فجر کی نماز جماعت سے پڑھ لینے کے بعد فوراً فجر کی سنت پڑھ سکتے ہیں؟

جواب: بخاری شریف جلد اول صفحہ ۸۲ " بَابُ الصَّلٰوة بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ " فجر کے بعد نماز پڑھنا جب تک کہ سورج بلند نہ ہو جائے (كِتَابُ مَوَاقِيْتَ الصَّلٰوةِ) نماز کے وقتوں کا بیان۔

﴿۹﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَ بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز پڑھنے سے منع فرمایا جب تک کہ سورج بلند نہ ہو جائے اور عصر کی نماز کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا جب تک کہ سورج غروب نہ ہو جائے۔
بخاری شریف جلد اول صفحہ ۸۲ " بَابُ لَا تَتَحَرّٰى الصَّلٰوة قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ سورج غروب ہونے سے پہلے نماز پڑھنے کا ارادہ نہ کرے (كِتَابُ مَوَاقِيْتَ الصَّلٰوةِ) نماز کے وقتوں کا بیان۔

﴿۱۰﴾ اَبَاسَعِيْدِ الْخُدْرِیَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَاصَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَرْفَعَ الشَّمْسُ وَلَاصَلٰوةَ بَعْدَ

الْعَصْرِ حَتّٰی تَغِیْبَ الشَّمْسُ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز کوئی نماز نہیں جب تک کہ سورج بلند نہ ہو جائے اور عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں جب تک کہ سورج غروب نہ ہو جائے۔

﴿ آستین چڑھاکر نماز پڑھنا ﴾

سوال :بغیر کسی وجہ کے آستین چڑھا کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب : بلا وجہ آستین چڑھا کر نماز پڑھنا شرافت اور زینت سے خالی ہے قرآن و حدیث کے حکم کے خلاف ہے چنانچہ قرآن پاک میں ہے۔

﴿۱۰﴾قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِیَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا خَالِصَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ۔ (پارہ۸/سورہ الاعراف ۳۲)

''تم فرماؤ کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی اور پاک رزق تم فرماؤ کہ وہ ایمان والوں کے لیے ہے دنیا میں اور قیامت میں تو خاص انھیں کی ہے ہم یونہی مفصل آیتیں بیان کرتے ہیں علم والوں کے لیے۔''

﴿۱۱﴾یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (الاعراف ۳۱)

''اے آدم کی اولاد اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ۔''

چونکہ زمانۂ جاہلیت میں مرد اور عورت دن میں ننگے ہو کر خانۂ کعبہ کا طواف کیا کرتے تھے اس لیے اس آیت میں طواف کے دوران ستر چھپانے اور کپڑے پہننے کا حکم دیا گیا۔

بخاری شریف جلد اول /صفحہ۱۱۳/ ''بَابُ لَا یَكُفُّ ثَوْبَهٗ فِی الصَّلٰوةِ'' نماز میں اپنا کپڑا نہ سمیٹنے کا بیان (کِتَابُ الْاَذَانِ)

﴿۱۱﴾عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلیٰ سَبْعَۃِ اَعْظُمٍ وَّلَا کُفَّ شَعْراً وَّلَا ثَوْباً۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا اور بال کپڑا نہ سمیٹنے کا حکم دیا گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

﴿ بغیر ٹوپی نماز پڑھنا ﴾

سوال : ٹوپی پہنے بغیر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب : بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۴۸ بَابُ لُبْسِ الْخُفَّیْنِ اِذَا لَمْ یَجِدِ النَّعْلَیْنِ خفین پہننے کا بیان جبکہ نعلین نہ پائے (کِتَابُ الْمَنَاسِكْ)

﴿۱۲﴾عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَایَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّیَابِ فَقَالَ لَایَلْبَسُ الْقَمِیْصَ وَ لَاالْعَمَائِمَ وَلَاالسَّرَاوِیْلَاتِ وَلَا الْبُرْنُسَ الخ۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا؟ مُحرِم کو احرام کی حالت میں کون سے کپڑے پہننے کی اجازت ہے؟ حضور نے ارشاد فرمایا وہ قمیص، پاجامے، عمامے اور ٹوپیاں نہ پہنے۔

حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک سے جاری ہے ورنہ احرام کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ٹوپی پہننے سے منع کیوں فرماتے؟ اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں ٹوپی پہننا سنت ہے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۶۳ بَابُ الْبَرَانِس ٹوپیوں کا بیان۔ (کِتَابُ اللِّبَاس)

﴿۱۳﴾وَقَالَ لِیْ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ قَالَ رَأَیْتُ عَلیٰ اَنَسٍ بُرْنُساً اَصْفَرَ مِنْ خَزٍّ۔

حضرت معتمر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد گرامی کو فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے ایک زرد رنگ کی ٹوپی پہنے ہوئے دیکھا جس میں اون ملا ہوا ریشم تھا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۵۹ بَابُ اِسْتِعَانَةِ الْيَدِ فِي الصَّلٰوۃ (كِتَابُ التَّهَجُّدْ)

﴿۱۴﴾ وَضَعَ اَبُوْ اِسْحَاق قَلَنْسُوَتَهُ فِي الصَّلٰوة وَرَفَعَهَا ـ

حضرت ابواسحٰق تابعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نماز کی حالت میں اپنی ٹوپی کو (زمین پر) رکھ دیا پھر اس ٹوپی کو اٹھا کر پہن لیا۔

صحابی رسول حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابواسحٰق تابعی کے فعل سے ٹوپی پہننا اور ٹوپی پہن کر نماز پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے ٹوپی مسلمانوں کا شعار اور علامت ہے مسلمانوں کے اس شعار کو مٹانا اور صحابہ کرام اور تابعین عظام کے عمل کی مخالفت کرنا اچھا نہیں۔

﴿ نماز قصر کا بیان ﴾

سوال : کیا سفر کی حالت میں قصر کرنا یعنی چار رکعت والی فرض نماز کو دو رکعت پڑھنا ضروری ہے؟

جواب : مسافر کو سفر کے دوران قصر کرنا یعنی چار رکعت والی فرض نماز کو دو رکعت پڑھنا واجب ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۴۸ ''بَابٌ يَقْصُرُ اِذَا خَرَجَ مِنْ مَوْضِعِهٖ، اپنے مقام سے نکلنے پر قصر کرنے کا بیان(اَبْوَابُ تَقْصِيْرِ الصَّلٰوةِ)

﴿۱۵﴾ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَلصَّلٰوةُ اَوَّلُ مَافُرِضَتْ رَكْعَتَيْنِ فَاُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ وَاُتِمَّتْ صَلٰوةُ الْحَضَر ـ

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پہلے جو نمازیں فرض ہوئیں

وہ دودورکعتیں ہیں پھر سفر کی نمازیں تو ویسے ہی رہیں اور حضر کی نمازیں بڑھادی گئیں۔

یعنی سفر کی حالت میں دورکعتیں ہی رکھی گئیں اوراقامت کی حالت میں دورکعتوں کی جگہ چار رکعتیں فرض کی گئیں لہٰذا اب سفر میں چار رکعت والی فرض نماز کو دورکعت پڑھا جائے گا۔

بخاری شریف جلداول صفحہ ۱۴۷ ''بَابُ مَاجَاءَ فِي تَقْصِيْرِ الصَّلٰوة '' نماز میں قصر کا بیان (اَبْوَابُ تَقْصِيْرِ الصَّلٰوةِ)

﴿۱۶﴾حَدَّثَنِيْ يَحْيىَ بْنُ اِسْحَاق سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلىٰ مَكَّةَ فَكَانَ يُصَلِّيْ رَكعَتَيْنِ رَكعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَة قُلْتُ ءَ اَقَمْتُمْ بِمَكَّةَ شَيْئاً قَالَ اَقَمْنَا بِهَا عَشَراً۔

حضرت یحیی ابن اسحاق کہتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفرماتے ہوئے سنا: کہ ہم لوگ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ روانہ ہوئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ واپس لوٹنے تک (فرض) نماز دودورکعت پڑھتے رہے (راوی فرماتے ہیں) میں نے دریافت کیا، کیا آپ لوگوں نے مکہ معظمہ میں قیام بھی کیا؟ آپ نے فرمایا ہم لوگوں نے وہاں دس دن تک قیام کیا۔

بخاری شریف جلداول صفحہ ۱۴۸ ''بَابٌ يَقْصُرُ اِذَا خَرَجَ مِنْ مَوْضِعِهٖ، اپنے مقام سے نکلنے پر قصر کرنے کا بیان (اَبْوَابُ تَقْصِيْرِ الصَّلٰوةِ)

﴿۱۷﴾قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَعْجَلَهُ السَّيْرُ يُقِيْمُ الْمَغْرِبَ فَيُصَلِّيْهَا ثَلٰثًا ثُمَّ يُسَلِّمُ ثُمَّ قَلَّمَا يَلْبَثُ حَتّٰى يُقِيْمَ الْعِشَاءَ فَيُصَلِّيْهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يُسَلِّمُ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سفر میں نکلنے کی جلدی ہوتی تو آپ نمازِ مغرب کی تکبیر کے بعد تین رکعت نماز پڑھ کر سلام پھیرتے پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر نماز عشاء کی تکبیر کہلاتے اور عشاء کی دو رکعت نماز پڑھتے پھر سلام پھیرتے۔

ان دونوں روایتوں سے یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر کی حالت میں قصر فرمایا کرتے یعنی چار رکعت والی فرض نماز کو دو رکعت پڑھا کرتے اس لیے سفر شرعی کی حالت میں چار رکعت والی فرض نماز کو دو رکعت پڑھا جائے گا۔

﴿دو وقت کی نماز ایک وقت میں پڑھنا﴾

سوال : دو وقت کی نماز ایک ہی وقت میں جمع کر کے پڑھنا کیسا ہے؟

جواب : سال میں ایک مرتبہ حج کے دوران میدانِ عرفات میں ظہر اور عصر اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر کے پڑھتے ہیں ان کے علاوہ اور کسی جگہ پر دو وقت کی نماز کو ایک وقت میں جمع کر کے پڑھنا جائز نہیں، چاہے آدمی مقیم ہو یا مسافر، بیمار ہو یا تندرست، گھر میں ہو یا مسجد میں کسی بھی نماز کو دوسرے نماز کے ساتھ جمع کر کے بصورتِ ادا نہیں پڑھ سکتا ہر نماز کو اس کے مقررہ وقت میں ادا کرنے کا حکم ہے۔

﴿۹﴾ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَاباً مَّوْقُوْتاً (پارہ۵ النساء ۱۰۲)

بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۷۶ ''بَابُ فَضْلِ الصلوٰۃِ لِوَقْتِھَا '' نماز کو اس کے وقت میں ادا کرنے کی فضیلت کا بیان (کِتَابُ مَوَاقِیْتَ الصَّلٰوۃِ)

﴿۱۸﴾ عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ قَالَ اَلصَّلٰوۃُ عَلیٰ وَقْتِھَا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم سے عرض کیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کون سا عمل زیادہ پسندیدہ ہے؟ حضور نے ارشاد فرمایا نماز کو اس کے وقت میں ادا کرنا۔

آیت کریمہ اور حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جیسے نماز فرض ہے ویسے ہی ہر نماز کا اپنے وقت پر پڑھنا بھی فرض ہے لہٰذا عصر کی نماز کو مغرب کے وقت میں اور مغرب کی نماز کو عشا کے وقت میں بصورتِ ادا، ملا کر نہیں پڑھ سکتے ہیں۔

﴿ ایک وقت کی دلیل کا جائزہ ﴾

سوال : دو وقت کی نماز کو ایک وقت میں جمع کر کے پڑھنے کے لیے مندرجہ ذیل حدیث کو دلیل بنانا کیسا ہے؟

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۴۸ ''بَابٌ یَقْصُرُ اِذَا خَرَجَ مِنْ مَوْضِعِهٖ ' اپنے مقام سے نکلنے پر قصر کرنے کا بیان (اَبْوَابُ تَقْصِیْرِ الصَّلٰوۃِ)

﴿۱۹﴾ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَعْجَلَهُ السَّیْرُ فِی السَّفَرِ یُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتّٰی یَجْمَعَ بَیْنَهَا وَ بَیْنَ الْعِشَاءِ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سفر میں چلنے کی جلدی ہوتی تو آپ مغرب کی نماز میں تاخیر فرماتے اور مغرب اور عشا کی نماز جمع فرماتے۔

جواب : دو وقت کی نماز کو ایک وقت میں جمع کر کے پڑھنے کے لیے مذکورہ حدیث پاک کو دلیل بنانا درست نہیں ہے اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مغرب کی نماز تاخیر کر کے اخیر وقت میں پڑھتے اور عشا کی نماز اول وقت میں پڑھ لیتے.... ایسا نہیں ہے کہ مغرب ہی کے وقت میں عشا کی نماز یا عشا کے وقت میں مغرب کی نماز پڑھتے ہوں مزید وضاحت کے لیے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہما کی ہی یہ روایت کافی ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۴۸ ''بَابٌ یَقْصُرُ اِذَا خَرَجَ مِنْ مَوْضِعِهٖ'' اپنے مقام سے نکلنے پر قصر کرنے کا بیان (اَبْوَابُ تَقْصِیْرِ الصَّلٰوةِ)

﴿۲۰﴾قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَعْجَلَهُ السَّیْرُ یُقِیْمُ الْمَغْرِبَ فَیُصَلِّیْهَا ثَلٰثًا ثُمَّ یُسَلِّمُ ثُمَّ قَلَّمَا یَلْبَثُ حَتّٰی یُقِیْمَ الْعِشَاءَ فَیُصَلِّیْهَا رَكْعَتَیْنِ ثُمَّ یُسَلِّمُ۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سفر میں نکلنے کی جلدی ہوتی تو آپ نمازِ مغرب کی تکبیر کے بعد تین رکعت نماز پڑھ کر سلام پھیرتے پھر تھوڑی دیر ٹھہر کر نمازِ عشا کی تکبیر کہلاتے اور دو رکعت (عشا کی قصر) نماز پڑھ کر سلام پھیرتے۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سفر کا ارادہ فرماتے تو مغرب کی نماز تاخیر سے ادا فرماتے اور مغرب کا وقت ختم ہوتے ہی عشا کی نماز اول وقت میں پڑھ لیتے۔

﴿ مصافحہ کا بیان ﴾

سوال : مصافحہ کسے کہتے ہیں؟

جواب : مسلمانوں کا ایک دوسرے سے ملاقات کرنے کے وقت ہتھیلی سے ہتھیلی ملا کر ایک دوسرے کے لیے دعائے مغفرت کرنے کو مصافحہ کہتے ہیں۔

﴿ مصافحہ کا شرعی حکم ﴾

سوال : مصافحہ کرنے کا رواج کب سے ہے؟

جواب : مصافحہ کرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے، باعث مغفرت ہے، صحابۂ کرام کی عادت ہے اور اُن کے مبارک زمانے سے جاری ہے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۲۶ بَابُ الْمُصَافَحَةِ مصافحہ کا بیان (کتَابُ

الْاِسْتِیْذَان)

﴿۲۱﴾عَنْ قَتَادَ ةَ قُلْتُ لِاَنَسٍ أَکَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِیْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: نَعَمْ۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا، کیا صحابہ کرام آپس میں مصافحہ کیا کرتے تھے؟ تو آپ نے فرمایاہاں۔

یعنی صحابۂ کرام ملاقات کے وقت ایک دوسرے سے مصافحہ کیا کرتے تھے۔

﴿ مصافحہ کی دعا ﴾

سوال : مصافحہ کرتے وقت کیا پڑھتے ہیں؟

جواب :یَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَکُمْ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے اور ہماری بھی

﴿مصافحہ کرنے کا طریقہ ﴾

سوال : مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا چاہیے یا ایک ہاتھ سے؟

جواب : دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت اور صحابۂ کرام کا طریقہ ہے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۲۶بَابُ الْمُصَافَحَه مصافحہ کا باب (کِتَابُ الْاِسْتِیْذَان)

﴿۲۲﴾قَالَ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ عَلَّمَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّشَهُّدَ وَکِفِّی بَیْنَ کَفَّیْهِ۔

بخاری شریف جلد دوم /صفحہ ۹۲۶ ''بَابُ الْاَخْذِ بِالْیَدَیْن '' دونوں ہاتھ پکڑنے کا باب(کِتَابُ الْاِسْتِیْذَان)

﴿۲۳﴾قَالَ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ عَلَّمَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلتَّشَهُّدَ وَکِفِّی بَیْنَ کَفَّیْهِ۔

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان لے کر مجھ کو قعدہ میں التحیات

پڑھنا سکھایا۔

﴿ مصافحہ پر سوال و جواب ﴾

سوال : ہوسکتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے التحیات کی تعلیم دینے کے لیے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لیا ہو لہٰذا اس حدیث کو دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے پر دلیل بنانا کیسے درست ہوگا؟

جواب : امامِ بخاری نے ''مصافحہ کے باب'' میں پہلے اسی حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذکر فرمایا پھر اسی کے برابر دوسرا باب وضع کیا ''بَابُ الْاَخْذِ بِالْيَدَيْن'' ''دونوں ہاتھوں میں ہاتھ لینے کا باب' اس میں بھی اسی حدیث ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ کو نقل فرمایا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فعل سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کا ثبوت پیش کیا ہے۔

اگر اس حدیث کا تعلق بابِ مصافحہ یا دونوں ہاتھوں میں ہاتھ لے کر مصافحہ کرنے سے نہ ہوتا تو آپ اس حدیث کو ان بابوں میں ذکر نہ فرماتے۔

سوال : ہوسکتا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے سے موجود رہے ہوں اور تعلیم دیتے وقت حضور نے اُن کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں پکڑا ہو؟

جواب : یہ بھی احتمال ہے کہ وہ حضور کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ہوں اور سلام کے بعد مصافحہ کے دوران آپ نے التحیات کی تعلیم دی ہو؟

ہم لوگ امام بخاری سے زیادہ حدیث سمجھنے کا دعویٰ تو نہیں کرسکتے جب آپ نے اس حدیث کو 'مصافحہ کے بیان' اور اسی سے متصل 'دونوں ہاتھوں کو پکڑنے کے بیان' میں ذکر کیا ہے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا مسنون ہے اگر کوئی ایسی حدیث یا روایت ہوتی جس سے یہ ظاہر ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے سے منع فرمایا ہے یا ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کا حکم فرمایا ہے تو امام بخاری اس روایت کو ضرور ذکر فرماتے۔

سوال : حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے تو ایک ہاتھ ہونے کا احتمال موجود ہے؟

جواب : حدیث پاک کے ترجمہ سے ایسا کچھ بھی ظاہر نہیں ہے لہٰذا ایک ہاتھ کا دعویٰ کرنا دعویٰ بغیر دلیل ہے، بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا ہے مزید ثبوت و وضاحت کے لیے تابعین کرام کا عمل بھی ملاحظہ ہو، امامِ بخاری نے حضرت عبداللہ ابن مبارک متوفی ۱۸۱ ہجری، اور حضرت حماد بن زید بصری متوفی ۱۹۹ ہجری کے قول و عمل کو نقل کر کے بھی دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنے کے قول کو ثابت کیا ہے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۲۶ ''بَابُ الْاَخْذِ بِالْيَدَيْن '' دونوں ہاتھ پکڑنے کا باب (كِتَابُ الْاِسْتِيْذَان)

﴿۲۴﴾ وَصَافَحَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدِ نِ بْنَ الْمُبَارَكِ بِيَدَيْهِ۔

اور حضرت حماد ابن زید نے حضرت عبداللہ ابن مبارک سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔

﴿ لفظِ ید کی تشریح ﴾

سوال : بخاری شریف کے علاوہ حدیث کی دوسری کتابوں میں بابِ مصافحہ کی کچھ حدیثوں میں لفظِ **ید** واحد استعمال ہوا ہے اس سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنا بھی درست ہے۔

جواب : بدن کے وہ اعضاء جو عدد میں دو دو ہیں اور ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے ہیں جیسے ہاتھ، پیر، آنکھ، کان یا وہ چیزیں جو دو تو ہیں مگر جدا ہونے والی ہیں جیسے جوتا، موزہ، وغیرہ ان میں واحد اور تثنیہ میں فرق نہیں ہوتا، بلکہ جس طرح تثنیہ سے دونوں عضو مراد ہوتے ہیں اسی طرح واحد سے بھی دونوں عضو مراد ہوتے ہیں بلکہ بہت سے

مقامات ایسے ہیں کہ اگر خصوصی طور پر ایک ہاتھ کا معنی کریں گے یا مفہوم میں ایک ہی ہاتھ مراد لیں گے تو معنی ومفہوم کے بگڑنے کا اندیشہ ہے قرآنِ پاک اور بخاری شریف کی حدیثوں سے اس کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

﴿۱۰﴾بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْ ءٍ قَدِيْرٌ۔ (پارہ۳/آلِ عمران ۲۶)

''ساری بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے بے شک تو سب کچھ کرسکتا ہے۔''

﴿۱۱﴾قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔

(پارہ۳/سورہ آل عمران ۷۳)

''تم فرماؤ بے شک فضل اللہ ہی کے ہاتھ ہے جسے چاہے دے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔''

﴿۱۲﴾اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰهَا (پارہ۱۸/النور ۴۰)

''جب اپنا ہاتھ نکالے تو سوجھائی دیتا معلوم نہ ہو۔''

یعنی کافر ایسے اندھیرے میں ہے کہ اپنا ہاتھ نکالے تو نظر نہ آئے، اب یہ معنی کرنا تو درست نہیں ہوگا کہ اگر کافر دونوں ہاتھ نکالے تو نظر آئے گا۔

اللہ تعالیٰ نے اہلِ کتاب کو جزیہ دینے کے متعلق ارشاد فرمایا۔

﴿۱۳﴾قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ۔ (پارہ۱۰/التوبہ ۲۹)

''لڑو اُن سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے اور سچے دین کے تابع نہیں ہوتے یعنی وہ جو کتاب دیئے گئے جب تک اپنے ہاتھ سے جزیہ نہ دیں ذلیل ہو کر۔''

یہاں بھی لفظ ید واحد ہے تو کیا دونوں ہاتھوں سے جزیہ دینے میں حکمِ الٰہی کی تعمیل نہ ہوگی۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۶ بَابُ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ (كِتَابُ الْاِيْمَان) کی حدیث پاک ہے۔

﴿۲۵﴾ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا مسلمان وہ ہے کہ دوسرے مسلمان اس کی زبان اور ہاتھ سے امان میں رہیں۔

یہاں بھی لفظ 'یـــد' واحد ہے لیکن حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو صرف ایک ہاتھ سے امان میں رکھے اور دوسرے ہاتھ سے تکلیف پہنچائے بلکہ حدیث کے مفہوم میں دونوں ہاتھ شامل ہے یعنی ایک مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو اپنے دونوں ہاتھوں سے حفظ وامان میں رکھے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۷۸ ''بَابُ كَسْبِ الرَّجُلِ وَعَمَلِهٖ بِيَدِهٖ آدمی کا اپنے ہاتھ کی کمائی کھانا (كِتَابُ الْبُيُوْع)

﴿۲۶﴾ عَنِ الْمِقْدَامِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا اَكَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ اَنْ يَّاكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ وَاِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامِ كَانَ يَاكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ۔

حضرت مقدام رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسی نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کھانا نہیں کھایا اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کھاتے تھے۔

فـــائـدہ : اس حدیث پاک میں بھی لفظ **یـد** اگرچہ واحد ہے مگر معنی ومفہوم میں دونوں ہاتھ مراد ہیں اس لیے کہ سیدنا حضرت داؤد علیہ السلام کا کام قرآن پاک نے زرہ بنانا بتایا ہے وہ دونوں ہاتھوں سے ہوتا ہے۔

مذکورہ چاروں آیتوں اور دونوں حدیثوں میں ہر جگہ لفظ 'یــــد' واحد ہے لیکن معنیٰ و مفہوم میں دونوں ہاتھ مراد ہیں اسی طرح بابِ مصافحہ کی حدیث میں بھی اگر چہ لفظ 'یــد' واحد استعمال ہوا ہے لیکن معنیٰ و مفہوم میں دونوں ہاتھ سے مصافحہ کرنا مراد ہے ایک ہاتھ کا معنیٰ کرنا اور ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے پر لفظ 'یـد' کو دلیل بنانا درست نہیں ہے اور چونکہ مصافحہ کرنے کا مقصد محبت و بھائی چارگی کا اظہار کرنا ہوتا ہے اس لیے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا ہی مقصد کے مطابق ہوگا۔

﴿ مصافحہ کب کیا جائے ؟ ﴾

سوال : مصافحہ کرنے کا وقت کیا ہے؟

جواب : جب بھی مسلمان آپس میں ملاقات کریں سلام و مصافحہ کرلیا کریں اس سے آپس میں محبت بڑھے گی اور مغفرت کا سامان فراہم ہوگا۔

﴿ فجر اور عصر کے بعد مصا فحہ کرنا ﴾

سوال : مسجد میں فجر اور عصر کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا کیسا ہے؟

جواب : مصافحہ کرنا جائز و مستحسن ہے تو کسی بھی وقت مصافحہ کریں گے جائز رہے گا جب تک کہ شریعت کے طرف سے منع ثابت نہ ہو لہٰذا کسی بھی نماز سے پہلے اور نماز کے بعد مصافحہ کر سکتے ہیں فجر اور عصر کی کوئی تخصیص نہیں ہے چونکہ لوگوں کو فجر اور عصر کی نماز جماعت سے پڑھ لینے کے بعد سنت و نفل پڑھنے کی اجازت نہیں ہے اس لیے اس وقت مصافحہ کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے بلکہ اس طرح کی پابندی کرنا حدیث پاک کے مطابق ہے۔

(۱) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۵۷ '' بَابُ الْقَصْدِ وَا لْمُداوَمَةِ عَلَى الْعَمَل ''

میانہ روی اور عمل پر پابندی کا بیان (كِتَابُ الرِّقَاق)

﴿۲۷﴾ عَنْ عَـائِشَةَ اَنَّهـا قَـالَتْ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ قَالَ اَدْوَمُهٗ وَ اِنْ قَلَّ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس پر سب سے زیادہ پابندی کی جائے اور اگرچہ وہ تھوڑا ہو۔

(۲) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۵۷ ''بَابُ الْقَصْدِ وَالْمُداوَمَةِ عَلَى الْعَمَلِ'' میانہ روی اور عمل پر پابندی کا بیان (کِتَابُ الرِّقَاقِ)

﴿۲۸﴾ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ اَحَبُّ الْعَمِلِ اِلىٰ رَسُـوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَّذِیْ يَدُوْمُ عَلَيْهِ صَا حِبُهٗ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس نیک کام کو زیادہ پسند فرماتے جس کو آدمی ہمیشہ کرتا رہے۔

(۳) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۵۴ بَابُ مَايُكْرَهُ مَنْ تَرَكَ قِيَامًا فِی اللَّيْلِ قيام الليل کے لیے ترکِ قیام کو ناپسند کرنے کا بیان (کِتَابُ التَّهَجُّدِ)

﴿۲۹﴾ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاعَبْدَاللّٰهِ لَاتَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ

حضرت عبداللہ بن عمرو ابن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا کہ وہ رات کو قیام کرتا تھا پھر اس نے رات کو قیام کرنا چھوڑ دیا۔

(۴) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۱ ''بَابُ اَحَبُّ الدِّيْنِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَدْوَمُهٗ'' اللہ تعالیٰ کو وہ عمل زیادہ پسندیدہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے (کِتَابُ الْاِيْمَانِ)

﴿۳۰﴾ عَنْ عَـائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَاَةٌ قَالَ مَنْ هٰذِهٖ قَالَتْ فُلَانَةٌ تُذْكَرُ مِنْ صَلَاتِهَا قَالَ مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَاتُطِيْقُوْنَ فَوَاللّٰهِ لَايَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰى تَمَلُّوْا وَكَانَ اَحَبَّ الدِّيْنِ اِلَيْهِ مَادَوَامَ عَلَيْهِ

صَاحِبُهٗ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور اس وقت گھر میں ایک عورت موجود تھیں حضور نے دریافت فرمایا یہ کون ہیں؟ ام المومنین نے جواب دیا یہ فلاں ہیں اور اُن کی کثرتِ نماز کا ذکر چھیڑ دیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا ٹھہرو صرف اتنا ہی عمل کرو جتنا ہمیشہ کر سکتی ہو خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اجر دینے سے نہیں تھکے گا مگر تم تھک جاؤ گی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل وہ ہے جس کا کرنے والا ہمیشہ کرے۔

مذکورہ چاروں حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ پسند فرمایا ہے کہ لوگ نیک کاموں کو پابندی کے ساتھ کیا کریں مصافحہ کرنا بھی ایک نیک کام ہے لہٰذا فجر اور عصر کی نماز کے بعد یا جمعہ کی نماز کے بعد مصافحہ کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

البتہ اگر یہ خطرہ ہو کہ مسائل سے ناواقف عوام اس وقت مصافحہ کرنے کو ضروری خیال کریں گے تو صاحبِ علم کے لیے بہتر ہے کہ کبھی کبھی وقت تبدیل کر لیا کریں یا ان اوقات میں کبھی کبھی مصافحہ ترک کر دیا کریں۔

﴿ غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا ﴾

سوال : شادی کے موقع پر نوشہ کا غیر محرم عورتوں سے مصافحہ کرنا کیسا ہے؟

جواب : کسی بھی موقع پر غیر محرم لڑکیوں اور عورتوں سے مصافحہ کرنا یا ہاتھ ملانا حرام ہے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۷۱ بَابُ بَیْعَةِ النِّسَاءِ عورتوں سے بیعت لینے کا بیان (کِتَابُ الْاَحْکَامِ)

﴿۳۱﴾ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : وَمَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ اِمْرَأَةٍ اِلَّا اِمْرَاَةً يَمْلِكُهَا۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ کبھی کسی غیر عورت کے ہاتھ سے نہیں لگا مگر اس عورت کو آپ نے ہاتھ لگایا جو آپ کی بیوی یا باندی تھیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی غیر عورت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں نہیں لیا ہے تو کسی اجنبی مرد کو غیر محرم عورت کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرنے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے؟

﴿ معانقہ کا بیان ﴾

سوال : معانقہ کرنا یعنی کسی سے ملاقات کے وقت ملنے والے کو گلے لگانا کیسا ہے؟

جواب : اظہارِ محبت اور احترام کے مقصد سے کپڑوں کے اوپر سے معانقہ کر سکتے ہیں شرط یہ ہے کہ نیت میں فساد اور شہوت نہ ہو۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۳۱ بَابُ مَنَاقِبِ ابْنِ عَبَّاس (كِتَابُ الْمَنَاقِب)

﴿۳۲﴾ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلىٰ صَدْرِهٖ وَ قَالَ : اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے سینے سے لگایا اور دعا فرمائی: یا اللہ اسے حکمت سکھادے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۸۸ "بَابُ وَضْعِ الصَّبِيِّ فِي الْحُجْرِ" 'بچوں کو گود میں اٹھانے کا بیان' (كِتَابُ الْاَدَبْ)

﴿۳۳﴾ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاخُذُنِيْ فَيُقْعِدُنِيْ عَلىٰ فَخِذِهٖ وَيَقْعُدُ الْحَسَنَ عَلىٰ فَخِذِهِ الْاُخْرىٰ ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُوْلُ : اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَاِنِّيْ اَرْحَمُهُمَا۔

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑ کر ایک ران پر مجھے بٹھا لیتے اور دوسری پر حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پھر ہمیں لپٹا لیتے اور دعا فرماتے یا اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان پر رحم فرما۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۳۰ ''بَابُ مَنَاقِبِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كِتَابُ الْمَنَاقِبِ

﴿۳۴﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَانَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت امامِ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معانقہ فرمایا۔

﴿داڑھی مونچھ کی شرعی مقدار﴾

سوال : داڑھی مونچھ رکھنے کی شرعی مقدار کیا ہے؟ یعنی کم سے کم کتنی مقدار میں داڑھی، مونچھ رکھنا ضروری ہے؟

جواب : کم از کم ایک مشت داڑھی رکھنا انبیاے کرام کی سنت اور شریعت کا حکم ہے اس سے کم رکھنا جائز نہیں ہے قرآن مقدس سے بھی اس کی رہنمائی ہوتی ہے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قومِ بنی اسرائیل کی رہنمائی کے لیے حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا جانشیں بنایا اور ستر آدمیوں کو منتخب کر کے توریت شریف لینے کے لیے کوہِ طور پر تشریف لے گئے۔

ادھر سامری نے سونے کے زیورات سے ایک گائے کا بچھڑا بنایا اور لوگوں کو اس کی پرستش پر لگا دیا حضرت موسیٰ علیہ السلام جب چالیس دن کے بعد توریت شریف لے کر واپس لوٹے اور اپنی قوم کے کچھ لوگوں کو اُس بچھڑے کے پاس ناچتے، گاتے، شور مچاتے اور اُس کی پوجا کرتے دیکھا تو آپ نے غیرتِ دینی اور جوشِ غضب میں آکر حضرت ہارون علیہ السلام کے سر کے بال کو داہنے ہاتھ میں اور داڑھی کو بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا تو

حضرت ہارون علیہ السلام نے فرمایا۔

﴿۳۴﴾قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَاتَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَابِرَاْسِي اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ۔ (پارہ۱۶سورہطٰہ۹۴)

''کہا اے میرے ماں جائے! نہ میری داڑھی پکڑو اور نہ میرے سر کے بال، مجھے یہ ڈر ہوا کہ تم کہو گے تم نے بنی اسرائیل میں تفرقہ ڈال دیا اور تم نے میری بات کا انتظار نہ کیا۔''

فائدہ : حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی اگر ایک مشت یا اس سے زیادہ نہ ہوتی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کی داڑھی آسانی سے نہ پکڑ پاتے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کم از کم ایک مشت داڑھی رکھنا انبیاء کرام کی سنت ہے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۷۵ ''بَابُ اِعْفَاءِ اللُّحٰی'' داڑھی بڑھانے کا بیان (كِتَابُ اللِّبَاس)

﴿۳۵﴾عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللُّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیوں کو وافر (یعنی زیادہ) رکھو اور مونچھوں کو پست کراؤ

حدیث پاک کے الفاظ سے مونچھ کو چھوٹا رکھنے کا حکم سمجھ میں آتا ہے مونچھ کو بالکل صاف کر دینا یقیناً غلط ہے اور ڈاڑھی لمبی رکھنے کی تاکید سمجھ میں آتی ہے اب داڑھی کی شرعی مقدار کیا ہو؟

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۷۵ ''بَابُ اِعْفَاءِ اللُّحٰی'' داڑھی بڑھانے کا بیان (كِتَابُ اللِّبَاس)

﴿۳۶﴾وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا احْتَجَّ اَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ

اَخَذَهٗ۔

اور عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب حج کرتے یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی سے پکڑتے پھر جو ایک مشت سے زائد ہوتی اس کو کاٹ دیتے۔

صحابیِ رسول حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حج وعمرہ کے موقع پر ایک مشت سے زائد حصہ کو کاٹ کر ایک مشت داڑھی رکھنے کا ثبوت فراہم کیا ہے یہی وجہ ہے کہ فقہاءِ کرام نے ایک مشت سے کم ہونے کی صورت میں داڑھی کاٹنے کو جائز نہیں لکھا ہے۔

﴿ بیعت کرنے کا بیان ﴾

سوال : کسی متقی پرہیز گار مسلمان کے ہاتھ پر بیعت کرنا کیسا ہے؟

جواب : اچھے کام کرنے کے وعدوں کے ساتھ بیعت کرنا قرآن وحدیث کے مطابق جائز ہے چنانچہ قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿۱۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُاللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا۔ (پارہ ۲۶ / سورہ الفتح ۹)

وہ جو تمھاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد توڑا اس نے اپنے برے کو عہد توڑا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اسے بڑا ثواب دے گا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۵۰ "بَابُ بَيْعَتِ عَقَبَه" بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۰۶۹ "بَابُ كَيْفَ يُبَايِعُ الْاِمَامُ النَّاسَ" امام لوگوں کی بیعت کیسے کرے (كِتَابُ الْاَحْكَام)

﴿۳۷﴾ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَوْلَهٗ عَصَابَةٌ مِنْ اَصْحَابِهٖ تَعَالَوْا بَايِعُوْنِىْ عَلٰى اَنْ لَّاتُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَاتَسْرِقُوْا وَلَاتَزْنُوْا وَلَاتَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ وَلَاتَاتُوْا بِبُهْتَانِ الخ۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارد گرد صحابۂ کرام تشریف فرما تھے تو حضور نے فرمایا آؤ مجھ سے اس اقرار پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے اور چوری نہ کرو گے اور اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے اور آپس میں ایک دوسرے پر بہتان تراشی نہ کرو گے الخ۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۳ ''بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ'' نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول کا بیان (کِتَابُ الْاِیْمَان)

﴿۳۸﴾ عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِیْ قَالَ بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِقَامِ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِم۔

حضرت جریر ابن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے نماز ادا کرنے، زکوٰۃ دینے، اور تمام مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی کرنے کی شرط پر بیعت کی۔

﴿ عورتوں کی بیعت ﴾

سوال : کیا عورتیں کسی شیخ و مرشد سے بیعت کر سکتی ہیں؟

جواب : عورتیں پردہ میں رہ کر بیعت کر سکتی ہیں خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں سے بیعت لیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو عورتوں سے بیعت لینے کا حکم فرمایا ہے چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿۱۶﴾ یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَاءَکَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَکَ عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰهِ شَیْئًا وَّلَا یَسْرِقْنَ وَلَا یَزْنِیْنَ وَلَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا یَعْصِیْنَکَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ (پارہ ۲۸ / سورہ ممتحنہ ۱۲)

''اے نبی جب تمہارے حضور مسلمان عورتیں حاضر ہوں اس پر بیعت کرنے کو کہ اللہ کا شریک کچھ نہ ٹھہرائیں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری اور نہ اپنی اولاد کو

قتل کریں گی اور نہ وہ بہتان لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان یعنی موضع ولادت میں اٹھائیں اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لو اور اللہ سے ان کی مغفرت چاہو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۷۱ "بَابُ بَيْعَتِ النِّسَاء" عورتوں سے بیعت لینے کا باب۔ (كِتَابُ الْاَحْكَام)

﴿۳۹﴾عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بیعت کی۔

﴿غیر محرم عورت کی بیعت کا طریقہ﴾

سوال : کیا پیر صاحب کسی غیر محرم عورت کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بیعت لے سکتے ہیں؟

جواب : کسی اجنبی عورت کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کرنا گناہ ہے، حدیث پاک اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۷۱ "بَابُ بَيْعَةِ النِّسَاء" عورتوں سے بیعت لینے کا باب (كِتَابُ الْاَحْكَام)

﴿۴۰﴾عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ النِّسَاءَ بِالْكَلَامِ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورتوں سے زبانی بیعت لیا کرتے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۷۱ "بَابُ بَيْعَتِ النِّسَاء" عورتوں سے بیعت لینے کا باب (كِتَابُ الْاَحْكَام)

﴿۴۱﴾عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ : وَمَا مَسَّتْ يَدُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ اِلَّا امْرَأَةً يَمْلِكُهَا۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ کبھی کسی غیر عورت کے ہاتھ سے نہیں لگا مگر اس عورت کو آپ نے ہاتھ لگایا جو آپ کی بیوی یا باندی تھیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی غیر عورت کا ہاتھ اپنے مقدس ہاتھ میں لے کر بیعت نہیں کی تو کسی پیر صاحب کو غیر محرم عورت کا ہاتھ پکڑ کر بیعت لینے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے؟

﴿ ہاتھ پکڑ کر بیعت کی خواہش ﴾

سوال : اگر پیر صاحب خود ہاتھ پکڑ کر بیعت کرنے کا حکم فرمائیں تو ایسی صورت میں عورت کیا کرے؟

جواب : پیر و مرشد ایسا تلاش کریں جو حکمِ شریعت کے پابند ہوں مذہبِ اسلام نے اجنبی عورتوں کا ہاتھ پکڑنا یا ان سے ہاتھ ملانا حرام قرار دیا ہے کسی اجنبیہ عورت کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کرنے کی خواہش کرنا جہالت و نادانی ہے، حکمِ شریعت کے خلاف ہے اور شریعت کے خلاف کسی کا حکم ماننا جائز نہیں اس لیے ایسے پیر صاحب کی باتوں کو ہرگز نہ مانیں اور نہ ان سے بیعت کریں حدیث پاک میں ہے۔

بخاری شریف جلد دوم / صفحہ ۱۰۷۸ '' (کِتَابُ اَخبَارِ الْاَحَاد)

﴿۴۲﴾ لَاطَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت جائز نہیں فرمانبرداری صرف نیک امور میں ہے۔

﴿ پیر و مرشد کی تصویر لگانا ﴾

سوال : کیا پیر و مرشد کی تصویر اُن کی زندگی میں یا اُن کی موت کے بعد فریم

کر کے گھر میں یا دکان وغیرہ میں لگانے کی اجازت ہے؟

جواب : پیر و مرشد ہوں یا کوئی اور کسی بھی جاندار کی تصویر گھر میں لگانا حرام ہے رحمت کے فرشتوں کو گھر میں داخل ہونے سے روکنا ہے۔

بخاری شریف جلد دوم رصفحہ ۸۸۰ "بَابُ مَا وُطِئَ مِنَ التَّصَاوِيْر" وہ تصویریں جو پاؤں تلے روندی جائیں (کِتَابُ اللِّبَاس)

﴿۴۳﴾ سَمِعْتُ عَائِشَةَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ بِقَرَامٍ لِي عَلٰى سَهْوَةٍ لِي فِيْهَا تَمَاثِيْلُ فَلَمَّا رَاٰهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَتَكَهُ وَقَالَ اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ قَالَتْ فَجَعَلْنَاهُ وِسَادَةً اَوْ وِسَادَتَيْنِ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک مرتبہ سفر سے تشریف لائے اس وقت میں نے گھر کے سائبان پر ایک ایسا پردہ ڈالا تھا جس پر تصویریں بنی ہوئی تھیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اس کو دیکھا تو اتار کر پھینک دیا اور ارشاد فرمایا اے عائشہ! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے سخت عذاب ان تصویر بنانے والوں پر ہے جو خدا کے بنائے ہوئے کی نقل کرتے ہیں ام المومنین فرماتی ہیں کہ پھر میں نے اس کپڑے سے ایک یا دو تو شکیں بنالیں۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۸۰ "بَابُ التَّصَاوِيْر" (کِتَابُ اللِّبَاس)

﴿۴۴﴾ عَنْ اَبِي طَلْحَةَ قَالَ : قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَلٰئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا تَصَاوِيْرُ۔

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں کتا یا تصویریں ہو۔

فائدہ : تصویر سے مراد وہ تصویر ہے جس میں کسی جاندار کی شبیہ ہو۔

﴿علم غیب کی تعریف﴾

سوال : علمِ غیب کس کو کہتے ہیں؟

جواب : حضرت علامہ امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۷۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔

قَوْلُ جَمْهُوْرِ الْمُفَسِّرِيْنَ الْغَيْبُ هُوَ الَّذِىْ يَكُوْنُ غَائِباً عَنِ الْحَاسَّةِ۔

جمہور مفسرین کے قول کے مطابق غیب وہ ہے جو حواس سے غائب ہو۔

یعنی غیب وہ چھپی ہوئی چیز ہے جس کو انسان نہ تو آنکھ سے دیکھ سکے اور نہ ہی کان، ناک، سے محسوس کر سکے اور نہ ہی بغیر دلیل کے عقل میں آسکے۔

یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ علم غیب ان باتوں کے جاننے کو کہتے ہیں جن کو بندے عادی طور پر اپنی عقل اور اپنے حواس سے معلوم نہ کر سکیں۔

﴿علم غیب کا شرعی حکم﴾

سوال : علم غیب کے متعلق کیسا عقیدہ رکھنا چاہیے؟

جواب : اللہ عزوجل عالم بالذات ہے اس کے بتائے بغیر کوئی ایک حرف بھی نہیں جان سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کا عالم بالذات ہونا محال ہے۔ کسی ایک ذرہ کا بھی علمِ ذاتی غیر خدا کے لیے ماننا کفر ہے۔ اگر ابتدائے عالم سے لے کر قیامت تک پیدا ہونے والے تمام انسانوں کے جملہ علوم کو جمع کر لیا جائے پھر بھی ان کو علومِ الٰہیہ سے کوئی نسبت نہ ہوگی اللہ رب العزت کا ارشاد پاک ہے۔

﴿۱۷﴾ قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ (النمل ۶۵)

''تم فرمادو آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں۔''

﴿۱۸﴾ وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ (الانعام ۵۹)

''اور اسی کے پاس ہے کنجیاں غیب کی انھیں وہی جانتا ہے۔''

علم عطائی اللہ تعالیٰ کے سوا غیروں کو خدا کی عطائے خاص سے حاصل ہوتا ہے، اللہ عز

وجل کے عطاء کرنے سے انبیاے کرام کو کثیر غیب کا علم حاصل ہے اس کا ماننا بھی ضروریاتِ دین میں سے ہے جس کا انکار کرنا کفر ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

﴿۱۹﴾(۱) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ.

(پارہ۴ع۸/آل عمران۱۷۹)

''اوراللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دیدے ہاں اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان لاؤ اور پرہیزگاری کرو تو تمہارے لیے بڑا ثواب ہے۔''

﴿۲۰﴾(۲) عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔

(پارہ۲۹/الجن۲۵)

''غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔''

﴿۲۱﴾(۳) وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ (پارہ۳۰/سورہ تکویر۲۴)

''اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔''

﴿۲۲﴾(۴) ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ (پارہ۱۳، یوسف۱۰۲)

''یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں۔''

﴿۲۳﴾(۵) وَكَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ۔ (پارہ۷، سورہ الانعام۷۵)

''اوراسی طرح ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لیے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔''

﴿۲۴﴾(۶) تِلْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَاۤ اِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَاۤ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا۔ (پارہ۱۲/سورہ ھود۴۹)

"یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں انہیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہاری قوم اس سے پہلے۔"

مذکورہ تمام آیاتِ کریمہ اس بات پر دلالت کررہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاے کرام کو غیب کا علم عطا فرمایا ہے۔

﴿ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا علم غیب ﴾

﴿۲۵﴾(۷)وَرَسُوْلًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِ یْلَ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُکُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ اَنِّیْٓ اَخْلُقُ لَکُمْ مِّنَ الطِّیْنِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَکُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَاتَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ

(پارہ۳رآل عمران۴۹)

"اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف یہ فرماتا ہوا کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہوجاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفاء دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمھیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو بے شک اِن باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔"

کھانا گھروں میں کھایا گیا ہے مال گھروں میں جمع کیا گیا ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام موجود نہیں ہیں مگر آپ اِن باتوں کی خبر دے رہے ہیں یقیناً یہ علم غیب ہے مفسر قرآن حضرت امام شیخ فخرالدین رازی قدس سرہ متوفی ۶۰۶ھ تفسیر کبیر میں اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

اَلْاِطِّلَاعُ عَلٰی آثَارِ حِکْمَۃِ اللّٰہِ تَعَالیٰ فِیْ کُلِّ وَاحِدٍ مِنْ مَخْلُوْقَاتِ ھٰذَا الْعَالِمِ بِحَسْبِ اَجْنَاسِھَا وَاَنْوَاعِھَا وَاَصْنَافِھَا وَاَشْخَاصِھَا وَاَجْرَامِھَا مِمَّا لَایَحْصُلُ اِلَّا لِلْاَکَابِرِ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ عَلَیْھِمُ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ وَلِھٰذَا الْمَعْنیٰ کَانَ رَسُوْلُنَا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ دُعَائِہٖ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ۔

اس عالم کی تمام جنسوں اور نوعوں اور صنفوں اور شخصوں اور جسموں ہر ہر مخلوق میں حکمتِ الٰہی کے آثار پر انہیں اکابر کو اطلاع ہوتی ہے جو انبیاے کرام ہیں ان پر صلوٰۃ و سلام ہو اسی لیے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی دعا میں ارشاد فرماتے "الٰہی ہم کو تمام چیزیں جیسی وہ ہیں ویسی ہی دکھادے"۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے مقدس پیغمبرانِ عظام اس عالم کی تمام مخلوقات کی جنس، نوع، قسم کو جانتے ہیں اور اُن سب میں اللہ تعالیٰ نے جو حکمتیں رکھی ہیں اس کو بھی تفصیلی طور پر جانتے ہیں۔

﴿حضور کا علم غیب قرآن کی روشنی میں﴾

سوال: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کس قدر علم غیب دیا گیا؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام انبیاے کرام اور تمام جہان سے بھی زیادہ غیب کا علم عطا کیا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے متعلق قرآن پاک میں بیان فرمایا۔

﴿۲۶﴾(۱) تِلْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَیْبِ نُوْحِیْھَا اِلَیْكَ مَا کُنْتَ تَعْلَمُھَآ اَنْتَ وَلَاقَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ ھٰذَا۔ (پارہ۱۲، سورہ ھود ۴۹)

"یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں انہیں نہ تم جانتے تھے نہ تمہاری قوم اس سے پہلے۔"

﴿۲۷﴾(۲) وَمَا ھُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ (پارہ۳۰، سورہ تکویر ۲۴)

"اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔"

چونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علمِ غیب دیا گیا ہے اسی لیے قرآن پاک نے فرمایا آپ غیب بتانے میں بخالت نہیں فرماتے یعنی آپ غیب کی خبریں لوگوں کو بتایا کرتے ہیں۔

﴿۲۸﴾(۳) وَمَا مِنْ غَآئِبَةٍ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ۔

(پارہ ۲۰، ع ۲ النمل ۷۵)

اور جتنے غیب ہیں آسمانوں اور زمین کے سب ایک بتانے والی کتاب میں ہیں۔

﴿۲۹﴾(۴) وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ یُّضِلُّوْکَ وَمَا یُضِلُّوْنَ اِلَّا اَنْفُسَهُمْ وَمَا یَضُرُّوْنَکَ مِنْ شَیْءٍ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا

(پارہ ۵، النساء ۱۱۳)

"اور اے محبوب اگر اللہ کا فضل و رحمت تم پر نہ ہوتا تو ان میں کے کچھ لوگ یہ چاہتے کہ تمہیں دھوکا دے دیں اور وہ اپنے ہی آپ کو بہکا رہے ہیں اور تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے اور اللہ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری اور تمھیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔"

﴿۳۰﴾(۵) اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَیَانَ۔

(پارہ ۲۷، ع ۱۱، سورہ رحمٰن)

"رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا ما کان و ما یکون کا بیان انہیں سکھایا۔"

﴿۳۱﴾(۶) وَیَوْمَ نَبْعَثُ فِیْ کُلِّ اُمَّةٍ شَهِیْدًا عَلَیْهِمْ مِّنْ اَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِکَ شَهِیْدًا عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًی وَّرَحْمَةً وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ۔ (پارہ ۱۴، النحل ۸۹)

اور جس دن ہم ہر گروہ میں ایک گروہ انہیں میں سے اٹھائیں گے کہ ان پر گواہی دے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر شاہد بنا کر لائیں گے اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو۔

﴿حضور کا علم غیب حدیث کی روشنی میں﴾

(۱) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۷۹ ''بَابُ الصَّلٰوۃِ عَلَی الشَّھِیْدِ'' ''شہید پر نماز جنازہ پڑھنا (کِتَابُ الْجَنَائِز)

﴿۴۵﴾ عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ یَوْماً فَصَلّٰی عَلٰی اَھْلِ اُحُدٍ صَلَاتَہٗ عَلَی الْمَیِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَی الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنِّیْ فَرَطٌ لَکُمْ وَاَنَا شَھِیْدٌ عَلَیْکُمْ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِیَ الْاٰنَ وَاِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ اَوْمَفَاتِیْحَ الْاَرْضِ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ مَااَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تُشْرِکُوْا بَعْدِیْ وَلٰکِنْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِیْھَا۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن نکلے تو شہداءِ اُحد پر اس انداز سے دعا فرمائی جیسے میت پر دعا کی جاتی ہے پھر منبر کی طرف آئے اور آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں اور مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں یا زمین کی کنجیاں دی گئیں اور قسم خدا کی میں اپنے بعد یہ نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم دنیا میں مصروف نہ ہو جاؤ۔

(۲) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۵۳ ''بَابُ مَا جَاءَ فِیْ قَوْلِ اللّٰہِ وَھُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ وَھُوَ اَھْوَنُ عَلَیْہِ''

﴿۴۶﴾ قَامَ فِیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقَاماً فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَھْلُ الْجَنَّۃِ مَنَازِلَھُمْ وَاَھْلُ النَّارِ مَنَازِلَھُمْ حَفِظَ ذٰلِکَ مَنْ حَفِظَہٗ وَنَسِیَہٗ مَنْ نَسِیَہٗ۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم لوگوں (کے مجمع) میں کھڑے ہوئے تو آپ نے ہمیں مخلوق کی پیدائش سے بتانا شروع کیا یہاں تک کہ جنتی اپنے منازل پر جنت میں داخل ہو گئے اور جہنمی اپنے ٹھکانوں پر جہنم میں پہنچ گئے جس نے اس بیان کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

(۳) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۸۳ ''بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّوال'' کثرت سوال ناپسندیدہ ہے (كِتَابُ الْإِعْتِصَام)

﴿۴۷﴾ عَنِ الزُّهْرِيْ قَالَ : اَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ لِسَّاعَةَ وَذَكَرَ اَنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا اُمُوْراً عِظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّسْاَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْاَلْ عَنْهُ فَوَاللّٰهِ لَاتَسْاَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُكُمْ بِهٖ مَادُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا!

قَالَ اَنَسٌ فَاَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ وَاَكْثَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقُوْلَ سَلُوْنِيْ قَالَ اَنَسٌ فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ اَيْنَ مَدْخَلِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلنَّارُ فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ مَنْ اَبِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ قَالَ ثُمَّ اَكْثَرَ اَنْ يَّقُوْلَ سَلُوْنِيْ سَلُوْنِيْ

حضرت زہری فرماتے ہیں مجھ کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سورج ڈھلنے کے بعد تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھائی جب آپ نے سلام پھیرا تو ممبر پر تشریف فرما ہوئے اور قیامت کا تذکرہ فرمایا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت آنے سے پہلے کئی بڑی باتیں ہوں گی پھر حضور نے فرمایا جس کو جس چیز کے متعلق پوچھنا ہو پوچھ لے، قسم خدا کی جب تک میں اس جگہ رہوں گا تم جس چیز کے متعلق بھی دریافت کرو گے میں اس کے متعلق بتا دوں گا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بہت سے صحابہ ان باتوں کو سن کر رونے

لگےاور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بار بار یہی فرماتے رہے پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا ٹھکانہ کہاں ہے؟ حضور نے ارشاد فرمایا دوزخ میں پھر حضرت عبد اللہ ابن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے باپ کون ہیں؟ حضور نے ارشاد فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بار بار یہی فرماتے رہے تم لوگ جو کچھ پوچھنا چاہتے ہو مجھ سے پوچھو؟

فائدہ : کسی انسان کا جنتی ہونا یا جہنمی ہونا غیب کا علم ہے اور کون کس کا بیٹا ہے اس کا حقیقی علم اس کی ماں کو ہے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کا علم دیا گیا ہے اس لیے آپ اِن باتوں کی خبر دے رہے ہیں۔

(۴) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۶۱ ''بَابُ الْاَعْمَالِ بِالْخَوَاتِیْم'' اعمال میں خاتمہ کا اعتبار ہوتا ہے (کِتَابُ الرِّقَاق)

﴿۴۸﴾ نَظَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم اِلیٰ رَجُلٍ یُقَاتِلُ الْمُشْرِکِیْنَ وَکَانَ مِنْ اَعْظَمِ النَّاسِ غَنَاءً عَنْھُمْ فَقَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّنْظُرَ اِلیٰ رَجُلٍ مِنْ اَھْلِ النَّارِ فَلْیَنْظُرْ اِلیٰ ھٰذا۔

فَتَبِعَہٗ رَجُلٌ فَلَمْ یَزَلْ عَلیٰ ذٰلِکَ حَتّٰی جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَقَالَ بِذُبَابَۃِ سَیْفِہٖ فَوَضَعَہٗ بَیْنَ ثَدْیَیْہِ فَتَحَامَلَ عَلَیْہِ حَتّٰی خَرَجَ مِنْ بَیْنِ کَتِفَیْہِ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَیَعْمَلُ فِیْمَا یُرَی النَّاسُ عَمَلَ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَاِنَّہٗ لَمِنْ اَھْلِ النَّارِ وَیَعْمَلُ فِیْمَا یُرَی النَّاسُ عَمَلَ اَھْلِ النَّارِ وَھُوَ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِخَوَاتِیْمِھَا۔

حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (جنگ خیبر میں قزمان نامی) ایک آدمی کو دیکھا جو مشرکین سے جنگ کر رہا تھا اور مسلمانوں کے حق میں بڑا کام آ رہا تھا حضور نے ارشاد فرمایا جو کسی ایسے شخص

کو دیکھنا پسند کرتا ہو جو اہلِ دوزخ میں سے ہے وہ اس آدمی کو دیکھ لے۔
یہ سن کر ایک آدمی اس کے پیچھے ہولیا اور برابر اس کے ساتھ رہا یہاں تک کہ وہ آدمی زخمی ہوگیا اور تکلیف کی شدت سے فوری موت کا طلبگار ہوا اس نے اپنی تلوار کے نوک کو سینے کے درمیان رکھا اور اس پر اپنے بدن کا اتنا وزن ڈال دیا کہ تلوار دونوں مونڈھے کے درمیان سے باہر نکل آئی (جس سے اس کی موت واقع ہوگئی) اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ ایسا کام کرتے ہیں جو لوگوں کو دیکھنے میں جنتی کا م معلوم ہوتا ہے اور حقیقت میں وہ جہنمی ہوتا ہے اور کچھ لوگ ایسا کام کرتے ہیں جو لوگوں کی نگاہ میں جہنمی معلوم ہوتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے اور بے شک اعمال میں خاتمہ کا اعتبار ہوتا ہے۔

فائدہ: صحابۂ کرام تو یہ محسوس کررہے تھے کہ یہ آدمی مجاہد بن کر مشرکین سے جہاد کر رہا ہے لیکن غیب داں نبی نے انھیں بتادیا کہ یہ شخص جہنمی ہے اور جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ویسا ہی نتیجہ لوگوں کے سامنے ظاہر بھی ہوگیا کہ وہ آدمی خودکشی کر کے حرام موت کا شکار ہوگیا۔

(۵) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۱۹ ''بَابُ فَضْلِ اَبِیْ بَکْرٍ'' حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت (کِتَابُ فَضَائِلِ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب کی فضیلت کا بیان

﴿۳۹﴾ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَعِدَ اُحُداً وَاَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ بِهِمْ فَقَالَ اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَیْكَ نَبِیٌّ وَصِدِّیْقٌ وَشَهِیْدَانِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ اُحد پہاڑ پر چڑھے تو وہ اُن کے ساتھ ہلا حضور نے ٹھوکر مار کر ارشاد فرمایا اے اُحد

ٹھہر جا اس لیے کہ تیرے اوپر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

فائدہ : حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا وصال شہادت کے ذریعہ ہوا ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان دونوں حضرات کے وصال سے برسوں پہلے ان کی شہادت کا اعلان فرما دیا یہ علم غیب ہی تو ہے۔

(۶) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۲۵ بَابُ مَنْ نَظَرَ فِی کِتَاب الخ (کِتَابُ الْاِسْتِیْذَان)

﴿۵۰﴾ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ بَعَثَنِی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم وَالزُّبَیْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَاَبَا مَرْثَدِ الْغَنَوِیَّ وَ کُلُّنَا فَارِسٌ فَقَالَ اِنْطَلِقُوْا حَتّٰی تَأْتُوْا رَوْضَۃَ خَاخٍ فَاِنَّ بِھَا امْرَءَ ۃً مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ مَعَھَا صَحِیْفَۃٌ مِّنْ حَاطِبِ بْنِ اَبِی بَلْتَعَۃَ اِلَی الْمُشْرِکِیْنَ قَالَ فَاَدْرَکْنَاھَا تَسِیْرُ عَلٰی جَمَلٍ لَھَا حَیْثُ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ کو اور زبیر بن عوام اور ابومرثد غنوی کو (ایک خط لانے کے لیے) روانہ کیا اس وقت ہم لوگ بہت اچھے گھوڑ سوار تھے حضور نے ارشاد فرمایا تم لوگ روضہ خاخ تک جاؤ وہاں ایک مشرکہ عورت ملے گی اس عورت کے پاس مشرکوں کے نام لکھا ہوا حاطب بن بلتعہ کا خط ہے ہم تینوں آدمی چلے اور ہم لوگوں نے اس عورت کو اسی جگہ پالیا جس جگہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ عورت ایک اونٹ پر سوار جارہی تھی۔

(۷) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۶۶ ''باب الرجل ینعیٰ الی اھل المیت بنفسہ'' میت کی خبر میت کے وارثوں کو سنانا (کِتَابُ الْجَنَائِز)

﴿۵۱﴾ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَذَ الرَّایَۃَ زَیْدٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَھَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ رُوَاحَۃَ فَاُصِیْبَ وَاِنَّ عَیْنَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَتَذْرِفَانِ ثُمَّ اَخَذَھَا

خَالِدُ بْنُ وَلِيْدٍ مِنْ غَيْرِ اِمْرَةٍ فَفُتِحَ لَهٗ۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا پہلے زید نے جھنڈا سنبھالا وہ شہید ہو گئے پھر جعفر نے جھنڈا سنبھالا وہ بھی شہید ہو گئے پھر عبداللہ ابن رواحہ نے جھنڈا سنبھالا وہ بھی شہید ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ فرمارہے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے پھر حضور نے ارشادفرمایا خالد ابن ولید نے بغیر امیر بنائے جھنڈا سنبھالا تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو فتح دی۔

فائدہ : جنگ موتہ جمادی الاولیٰ ۸ھ میں مدینہ منورہ سے سینکڑوں میل دور ملکِ شام میں بیت المقدس کے قریب ہورہی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں جنگ کے دن ہی صحابۂ کرام کو جنگ موتہ کے سارے حالات سے واقف کرارہے تھے جس سے یہ بخوبی معلوم ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو غیب کا علم ہے۔

(۸) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۸۲ ''بَابُ الْجَرِيْدِ عَلَى الْقَبْرِ '' قبر پر کھجور کی ڈالیاں لگانا (كِتَابُ الْجَنَائِزِ)

﴿۵۲﴾ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَايُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ لَايَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ اَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِيْ كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً۔

فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا فَقَالَ لَعَلَّهٗ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبَسَا

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے دو قبروں کے پاس سے گزرے جن قبر والوں کو عذاب دیا جارہا تھا تو آپ نے ارشادفرمایا ان دونوں کو عذاب دیا جارہا ہے مگر کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ان دونوں میں سے ایک تو پیشاب (کے چھینٹوں سے) نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کرتا تھا پھر آپ نے کھجور کی تر شاخ لی اور اس کو دو ٹکرے کیا اور ہر ایک قبر پر ایک ٹکڑا رکھ دیا۔

صحابۂ کرام نے عرض کیا! یارسول اللہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا امید ہے جب تک یہ شاخیں سوکھیں گی نہیں ان دونوں کا عذاب ہلکا ہوگا۔

فائدہ: مذکورہ حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ زمین کے اندر قبر میں جو عذاب ہورہا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو بھی ملاحظہ فرمالیا اور قبر پر ہری شاخ رکھنے سے عذابِ قبر میں کمی ہوتی ہے اس کو بھی بتادیا یہی وجہ ہے کہ مسلمان مُردوں کو دفن کرنے کے بعد اس کی قبر پر ہری ٹہنیاں، پھول اور پتیاں رکھ دیا کرتے ہیں۔

(۹) بخاری شریف جلد دوم صفحہ۱۰۸۲ ''بَابُ الْاِقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں کے اقتدا کا بیان (كِتَابُ الْاِعْتِصَام)

﴿۵۳﴾ حضرت اسما بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ سورج گہن کے وقت میں نے لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ''فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ اَرَهُ اِلَّا وَ قَدْ رَاَيْتُهُ فِي مَقَامِيْ حَتّٰى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کیا پھر فرمایا آج اس جگہ پر کوئی ایسی چیز باقی نہ رہی جس کو میں نے دیکھ نہ لیا ہو یہاں تک کہ جنت اور جہنم کو بھی میں نے دیکھ لیا۔

(۱۰) بخاری شریف جلد اول صفحہ۵۲۵ ''بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِ بْنِ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ'' حضرت علی ابن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت کا بیان (كِتَابُ الْمَنَاقِبْ)

﴿۵۴﴾ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَداً رَجُلاً يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلىٰ يَدَيْهِ۔

قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوْكُوْنَ لَيْلَتَهُمْ اَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْنَ يُعْطَاهَا فَقَالَ اَيْنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ ؟

فَقَالُوْا يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَارْسِلُوْا اِلَيْهِ فَاتُوْنِيْ بِهٖ فَلَمَّا جَآءَ بَصَقَ فِيْ عَيْنَيْهِ فَدَعَا لَهٗ فَبَرَأَ حَتّٰى كَاَنْ لَمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ۔

فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا۔

فَقَالَ اُنْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ اُدْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلاً وَاحِداً خَيْرٌ لَكَ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ لَكَ حُمُرُ النَّعَمِ۔

حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کل صبح میں یہ جھنڈا ضرور اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا

صحابہ کرام پوری رات اس حسرت میں رہے کہ دیکھئے صبح کے وقت کس خوش نصیب کو جھنڈا عطا فرمایا جائے گا جب صبح ہوئی تو ہر ایک یہی آرزو لیے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا کہ جھنڈا اسے حاصل ہو حضور نے ارشاد فرمایا علی ابن ابوطالب کہاں ہیں؟

لوگوں نے جواب دیا یارسول اللہ! اُن کی آنکھیں دکھتی ہیں حضور نے فرمایا انھیں بلا کر لاؤ پس انھیں آپ کی خدمت میں لایا گیا تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں لعابِ دہن لگا دیا اور اُن کے لیے دعا فرمائی پس وہ اس طرح تندرست ہو گئے جیسے انھیں کوئی تکلیف ہی نہیں تھی

پھر آپ نے جھنڈا اُن کے حوالے کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں اُس وقت تک لڑتا رہوں گا جب تک کہ وہ ہماری

طرح مسلمان نہ ہو جائیں۔

حضور نے ارشاد فرمایا: اطمینان وسکون سے جاؤ جب اُن کے مقام پر پہنچ جاؤ تو انھیں اسلام کی طرف مائل کرو اور اللہ تعالیٰ کا جو اُن لوگوں پر فرض ہے وہ انھیں بتاؤ قسم خدا کی اگر تمہاری کوشش سے اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو ہدایت عطا فرمادے تو وہ تیرے حق میں سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

(۱۱) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۲۵ ''بَابُ مَنَاقِبِ عَلِي بْنِ طَالِبْ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ'' حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت (كِتَابُ الْمَنَاقِبْ)

﴿۵۵﴾ عَنْ سَلْمَةَ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ قَدْتَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَيْبَرَ وَكَانَ بِهٖ رَمَدٌ فَقَالَ اَنَا اَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ فَتَحَهَا اللّٰهُ فِيْ صَبَاحِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ اَوْ لَيَاخُذَنَّ الرَّايَةَ غَداً رَجُلاً يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَوْ قَالَ يُحِبُّهُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيهِ۔

فَاِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَانَرْجُوْهُ فَقَالُوْا هٰذَا عَلِيٌّ فَاَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔

حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جنگ خیبر میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آشوبِ چشم کے سبب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے دل میں کہنے لگے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو چھوڑ کر رہ جاؤں (ایسا کیسے ہوسکتا ہے) تو حضرت علی نکلے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مل گئے۔

جب اس رات کی شام ہوئی جس کی صبح کو اللہ تعالیٰ نے خیبر فتح کرایا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں کل صبح یہ جھنڈا ضرور اس شخص کو دوں گا یا یہ جھنڈا کل ایسا شخص حاصل کرے گا جس سے اللہ و رسول محبت کرتے ہیں اور وہ اللہ و رسول سے محبت کرتا

ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں پر خیبر فتح عطا فرمائے گا۔

ہم لوگوں کو یہ امید نہ تھی کہ حضرت علی آ جائیں گے صبح کو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت علی موجود ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سرداری کا جھنڈا عطا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کے ہاتھوں خیبر کو فتح کرا دیا۔

فائدہ :ان دونوں روایتوں سے جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے وہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ غیب کا ثبوت بھی فراہم ہوتا ہے کہ آپ نے رات ہی میں صحابہ کرام کو بتادیا کہ کل خیبر کا قلعہ فتح ہو جائے گا اور آپ نے یہ بھی بتادیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاتحِ خیبر کہلائیں گے۔

(۱۲) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۰۲ ''بَابُ الْخُشُوْعِ فِی الصَّلوٰۃِ'' نماز میں خشوع کا بیان (کِتَابُ الْاَذان)

﴿۵٦﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِی هٰهُنَا وَاللّٰهِ مَایَخْفی عَلَیَّ رُکُوْعُکُمْ وَلَاخُشُوْعُکُمْ وَاِنِّی لَاَرَاکُمْ وَرَآءَ ظَهْرِیْ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ میرا منھ قبلہ کی طرف ہے قسم خدا کی تمہارا رکوع اور تمہارا خشوع مجھ پر پوشیدہ نہیں ہے اور میں تم کو پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

خشوع وخضوع دل کی ایک کیفیت کا نام ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابۂ کرام کی دلی کیفیت کو بھی دیکھ رہے ہیں جبھی تو آپ نے ارشاد فرمایا ''تمہارا خشوع مجھ پر پوشیدہ نہیں ہے''۔

(۱۳) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۱۱ ''بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِی الْاِسْلَامِ'' اسلام میں نبوت کی علامتوں کا بیان (کِتَابُ الْمَنَاقِبْ)

﴿۵۷﴾عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا هَلَكَ كِسْرَیٰ فَلَاكِسْرَیٰ بَعْدَهٗ وَاِذَا هَلَكَ قَیْصَرُ فَلَاقَیْصَرَ بَعْدَهٗ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہ ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ضرور ضرور ان دونوں کے خزانے اللہ کی راہ میں خرچ کیے جائیں گے۔

فائدہ: صحابۂ کرام کو قیصر و کسریٰ کی حکومت ختم ہونے کی خبر دینا اور اللہ عزوجل کی قسم کے ساتھ یہ فرمانا کہ اُن کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ کیے جائیں گے یہ سب غیب کی باتیں ہیں۔

فائدہ: مذکورہ چھ آیاتِ کریمہ اور تیرہ احادیثِ پاک یہ سمجھنے کے لیے کافی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے شمار اور لامحدود غیب کا علم عطا فرمایا ہے۔

﴿مُردوں کا سننا﴾

سوال: کیا انسان مرنے کے بعد سننے کی طاقت رکھتا ہے؟

جواب: بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۷۸ باب اَلْمَیِّتِ یَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ میت لوٹ کر جانے والوں کے جوتوں کی آواز سنتا ہے (کِتَابُ الْجَنَائِز)

﴿۵۸﴾عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْعَبْدُ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰی وَذَهَبَ اَصْحَابُهٗ حَتّٰی اِنَّهٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب آدمی اپنی قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے عزیز و اقارب واپس

جاتے ہیں تو مرنے والا انسان ان کے جوتوں کی آواز سنتی ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ۱۸۳ ''بَابُ مَاجَاءَ فِی عَذَابِ الْقبر'' عذابِ قبر کا بیان (کِتَابُ الْجَنَائِز) بخاری شریف جلد دوم صفحہ۵٦۷ ''بَابُ قَتْلِ اَبِیْ جَهْل'' ابوجہل کے قتل کا باب (کِتَابُ الْمَغَازِی)

﴿۵۹﴾ اِطَّلَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلیٰ اَهْلِ الْقَلِیْبِ فَقَالَ هَلْ وَجَدتُّمْ مَاوَعَدَکُمْ رَبُّکُمْ حَقاً فَقِیْلَ لَهُ تَدْعُوْا اَمْوَاتاً قَالَ مَااَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ وَلٰکِنْ لَایُجِیْبُوْنَ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہلِ قلیب یعنی چاہِ بدر پر تشریف لے گئے جس میں کفار کی لاشیں پڑیں تھیں پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کیا تم لوگوں نے اس کو حق پایا جو میرے پروردگار نے تم سے (عذاب کا) وعدہ فرمایا؟ آپ سے عرض کیا گیا؟ حضور مردوں کو پکارتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو مگر وہ جواب نہیں دیتے۔

فائدہ : **قلیب** مقامِ بدر کا وہ کنواں ہے جس میں جنگ بدر کے موقع پر ابوجہل، امیہ بن خلف، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ وغیرہ کی نعشوں کو ڈال دیا گیا تھا۔

﴿ اس آیت میں مردوں سے مراد ﴾

سوال : اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کے سورہ روم میں ارشاد فرمایا 'فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتیٰ'' بے شک تمھارا پیغام تمھارے سنائے مردے نہیں سنتے ہیں' اس آیت پاک کو انبیاے کرام، وفات یافتہ اللہ کے محبوب بندوں، اور مردوں کے نہ سننے پر دلیل بنانا کیسا ہے؟

جواب : قران پاک کی آیت کا غلط ترجمہ وتفسیر کرنے، مردوں کے سننے، بولنے، دیکھنے اور ان کی زندگی پر دلالت کرنے والی احادیثِ صحیحہ کے انکار کرنے کی یہ ایک مثال ہے۔

مردوں کے نہ سننے پر اس آیت کو دلیل بنانا ایسے ہی ہے جیسے کوئی نماز کا منکر ''یٰاَیُّهَا

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَقْرَبُوا الصَّلٰوۃَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰیٰ ''اے ایمان والونشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ...سے وَ اَنْتُمْ سُکَارٰی ہٹا کرصرف اتنا پڑھے...یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوۃ ... اے ایمان والو!نماز کے قریب نہ جاؤ...پھر وہ کہے...دیکھو قرآن کریم نے نماز پڑھنا منع کر دیا ہے...تو کیا منکرِ نماز کا ایسا کہنا درست ہوگا؟ ہرگز نہیں۔

پوری آیت کا معنی ومفہوم پڑھ لیں مطلب خود بخود واضح ہوجائے گا کہ اس آیت میں موتی سے مراد قبر کے مردے ہیں یا ایمان قبول نہ کرنے والے کفار ومشرکین مراد ہیں۔

﴿۳۲﴾ فَاِنَّکَ لَاتُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَاتُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ وَمَآ اَنْتَ بِھٰدِی الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِھِمْ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَھُمْ مُسْلِمُوْنَ (پارہ۲۱،سورہ روم،۵۲،۵۳) (پارہ۲۰،سورہ النمل،۸۲،۸۱)

''بے شک تمھارا پیغام تمھارے سنائے نہ مردے سنتے ہیں اور نہ بہرے جب وہ منھ موڑ کر بھاگ لیں اور نہ اندھوں کو منزل تک پہنچا سکتے ہو تمہارے سنائے وہی سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں۔''

(۱)'' فَاِنَّکَ لَاتُسْمِعُ الْمَوْتٰی '' تم مردوں کو نہیں سنا سکتے'یعنی وہ کفار ومشرکین جن کے مقدر میں کفر ہی لکھا ہے یہ لوگ بغض وعناد کے سبب حق بات سننے سے عاجز ہو چکے ہیں۔

(۲)اس کے مقابل ہے'' اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْ مِنُ بِاٰیٰتِنَا ''تمہارے سنائے وہی سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں'یعنی ایمان والے تمہاری باتوں کو سننے والے ہیں۔

کافروں کے مقابلے میں مومنوں کا بیان ہوا ہے کافروں کے دیگر اوصاف کو آیت کریمہ کے درمیان اندھا بہرا کہہ کر بیان کیا گیا ہے جیسا کہ سورۂ البقرہ رآیت نمبر ۱۸ر میں رب العالمین نے کافروں کے متعلق فرمایا ہے ''صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ'' '' یہ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں تو وہ پھر آنے والے نہیں'یعنی کفار ومشرکین اپنے کفر

سے باز آنے والے نہیں ہیں یہ لوگ بغض وعناد کی وجہ سے حق بات سننے، بولنے اور پڑھنے سے بہروں، گونگوں، اندھوں کی طرح عاجز ہو چکے ہیں۔

اسی طرح مذکورہ آیت کریمہ ''فَاِنَّكَ لَاتُسْمِعُ الْمَوْتٰی'' ''تم مردوں کو نہیں سنا سکتے'' میں بھی کفار ومشرکین کو مردوں، بہروں، اور اندھوں سے تشبیہ دے کر حق بات کے سننے، دیکھنے، پڑھنے سے عاجز بتایا گیا ہے یعنی یہ کفار آپ کے سنائے نہیں سنیں گے البتہ ایمان والے ضرور سنیں گے۔

فائدہ : جب مذکورہ آیت میں قبر کے مردوں کا کوئی بیان نہیں ہے جو ترجمہ سے ظاہر ہے تو اس آیت کے بعض حصوں کو لے کر قبر کے مردوں کے نہ سننے پر اس کو دلیل بنانا قرآن کے حکم میں تحریف کرنا اور مردوں کے سننے، دیکھنے، اور بولنے پر دلالت کرنے والی تمام صحیح حدیثوں کا انکار کرنا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں شہیدوں کی زندگی کے متعلق واضح طور پر بیان فرما دیا ہے۔

﴿۳۳﴾ وَلَاتَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّاتَشْعُرُوْنَ (پارہ۲رسورہ البقرہ۱۵۴)

''اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمھیں خبر نہیں۔''

﴿۳۴﴾ وَلَاتَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِه (پارہ۴رسورہ آل عمران۱۶۹ر۱۶۸)

''اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انھیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں شاد ہیں اُس پر جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے دیا۔''

﴿مُردوں کا بولنا﴾

سوال : کیا انسان مرنے کے بعد بولنے کی قوت رکھتا ہے؟

جواب : بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۷۶ ''بَابُ قَوْلِ الْمَيِّتِ وَهُوَ عَلٰی
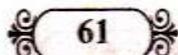
الْجَنَازَةِ قَدِّمُوْنِی" ' جنازہ پر موتی کا قول کرنا مجھے جلدی لے چلو (کِتَابُ الْجَنَائِز)

﴿۶۰﴾ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ وَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلىٰ اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِی وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ لِاَهْلِهَا يَاوَيْلَهَا اَيْنَ تَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَیْءٍ اِلَّا لِاْنْسَانَ وَلَوْسَمِعَ الْاِنْسَانُ لَصَعِقَ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب میت چار پائی پر رکھ دی جاتی ہے اور لوگ اسے اپنی گردنوں پر اٹھا لیتے ہیں تو اگر وہ نیک ہوتی ہے تو اپنے گھر والوں سے کہتی ہے مجھے آگے لے چلو اور اگر وہ نیک نہیں ہوتی تو کہتی ہے ہائے مجھے کہاں لے جاتے ہو؟ مرنے والے کی آواز کو انسان کے علاوہ ہر چیز سنتی ہے اور اگر انسان میت کی آواز سن لے تو بے ہوش ہو جائے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۸۴ "بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ" "عذاب قبر سے پناہ مانگنا (کِتَابُ الْجَنَائِز)

﴿۶۱﴾ عَنْ اَبِیْ اَيُّوْب قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتاً فَقَالَ يَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِیْ قُبُوْرِهَا

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سورج غروب ہونے کے بعد (مدینہ سے) باہر تشریف لے گئے اس وقت آپ نے ایک آواز سنی تو حضور نے فرمایا یہودیوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے۔

فائدہ : مذکورہ دونوں حدیثیں اس بات پر دلالت کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو مرنے کے بعد بھی بولنے کی طاقت دی ہے۔

﴿ مُردوں کا دیکھنا ﴾

سوال : کیا انسان مرنے کے بعد دیکھ سکتا ہے؟

جواب : بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۶۴ "بَابُ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ" "موت کی

تکلیف کا باب (كِتَابُ الرِّقَاق)

﴿۶۲﴾ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ عُرِضَ عَلىٰ مَقْعَدِهٖ غُدْوَةً وَّعَشِيَّةً اِمَّاالنَّارُ وَاِمَا الْجَنَّةُ فَيُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى تُبْعَثُ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو صبح وشام اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے جنت میں ہو یا جہنم میں ہو پھر اس مردے سے کہا جاتا ہے حشر کے بعد ملنے والا یہ تیرا ٹھکانہ ہے۔

فائدہ: مذکورہ تمام روایتیں مردوں کے سننے، بولنے اور دیکھنے پر دلالت کر رہی ہیں لہٰذا اگر مردوں کی حیات وزندگی کا مطلقاً انکار کیا جائے تو ایسی صورت میں ان تمام احادیث صحیحہ کا انکار کرنا لازم آئے گا۔

☆☆☆☆☆

﴿قبر میں جسم خراب نہ ہونا﴾

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کا جسم قبر میں خراب ہوتا ہے؟

جواب: بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۸۶، بَابُ مَاجَآءَ فِي قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبر انور کا بیان (كِتَابُ الْجَنَائِز)

﴿۶۳﴾ عَنْ هِشَامِ بِنِ عُرْوَة عَنْ اَبِيْهِ لَمَّا سَقَطَ عَلَيْهِمُ الْحَائِطُ فِيْ زَمَانِ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ اَخَذُوْا فِيْ بِنَائِهٖ۔

فَبَدَتْ لَهُمْ قَدَمٌ فَفَزِعُوْا وَظَنُّوْا اَنَّهَا قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَاوَجَدُوْا اَحَداً يَعْلَمُ ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ لَهُمْ عُرْوَةُ لَا وَاللّٰهِ مَاهِيَ قَدَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاهِيَ اِلَّا قَدَمُ عُمَرَ۔

حضرت ہشام ابن عروہ اپنے والد حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے

ہیں کہ جب ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرۂ مبارکہ (یعنی روضۂ منورہ) کی دیوار گرگئی تو لوگوں نے اس کی تعمیر ۸۷ھ میں شروع کی۔
تعمیر کے دوران اچانک ان کے سامنے ایک قدم ظاہر ہو گیا اس کو دیکھ کر سب لوگ گھبرا گئے اور یہ سمجھ بیٹھے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قدمِ مبارک ہے کوئی ایسا شخص ملا بھی نہیں جو یہ بتاتا کہ یہ کس کا قدم مبارک ہے؟ یہاں تک کہ حضرت عروہ ابن زبیر نے کہا قسم خدا کی یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قدمِ مبارک نہیں ہے بلکہ یہ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم پاک ہے۔

فائدہ: تقریباً ۶۴ سال کے بعد بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جسمِ مبارک قبر میں بدستور سابق رہا اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی اس سے یہ بات بخوبی سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کا جسم قبر میں خراب نہیں ہوتا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۸۰/ ''بَابٌ هَلْ يُخْرَجُ الْمَيِّتُ مِنَ الْقَبْرِ وَاللَّحْدِ'' کیا موتی کو قبر اور لحد سے نکالا جائے گا (كِتَابُ الْجَنَائِزِ)

﴿۶۴﴾ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا حَضَرَ اُحُدٌ دَعَانِیْ اَبِیْ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ مَا اُرَانِیْ اِلَّا مَقْتُوْلاً فِیْ اَوَّلِ مَنْ يُقْتَلُ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنِّیْ لَا اَتْرُكُ بَعْدِیْ اَعَزَّ عَلَیَّ مِنْكَ غَيْرَ نَفْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّ عَلَیَّ دَيْناً فَاقْضِ وَاسْتَوْصِ بِاِخْوَاتِكَ خَيْراً فَاَصْبَحْنَا فَكَانَ اَوَّلَ قَتِيْلٍ وَدَفَنْتُ مَعَهُ آخَرَ فِیْ قَبْرِهٖ ثُمَّ لَمْ تَطِبْ نَفْسِیْ اَنْ اَتْرُكَهُ مَعَ آخَرَ فَاسْتَخْرَجْتُهُ بَعْدَسِتَّةِ اَشْهُرٍ فَاِذَا هُوَ كَيَوْمٍ وَضَعْتُهُ هُنَيَّةً غَيْرَ اُذُنِهٖ۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب جنگ اُحد کا وقت قریب آیا تو میرے والدِ گرامی نے مجھے بلایا اور میرا خیال ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے سب سے پہلے میں ہی شہید کیا جاؤں گا اور میں اپنے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ تم سے زیادہ عزیز کسی کو نہیں چھوڑ رہا ہوں میرے قرض کی ادائیگی

کر دینا اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں اپنی بہنوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا پھر جب صبح ہوئی تو سب سے پہلے میرے والد صاحب ہی شہید ہوئے میں نے اپنے والدِ گرامی کے ساتھ ایک دوسرے آدمی کو بھی اُن کی قبر میں دفن کر دیا تھا پھر مجھے یہ گوارہ نہ ہوا کہ ان کے ساتھ کسی دوسرے آدمی کو رہنے دوں تو میں نے چھ ماہ کے بعد اپنے والد صاحب کو نکالا تو وہ ویسے ہی تھے جیسا میں نے ان کو دفن کیا تھا سوائے کان کے۔

فائدہ :مذکورہ دونوں روایتوں سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے محبوب بندوں کا جسم قبر میں خراب نہیں ہوتا۔

﴿قبروں کی زیارت﴾

سوال:مسلمانوں کے قبروں پر فاتحہ، دعا اور ایصالِ ثواب کے لیے جانا قرآن پاک کی تلاوت کر کے اُس کا ثواب پہنچانا کیسا ہے؟

جواب : ایصالِ ثواب کے لیے مسلمانوں کے قبروں پر جانا جائز ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے، آخرت کی یاد، دنیا سے بے رغبتی کا سامان ہے اور مسلمان مرحومین کا اس میں فائدہ ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۷۹ ''بَابُ الصَّلٰوةِ عَلَى الشَّهِيْدِ '' ''شہید پر نمازِ جنازہ پڑھنا (كِتَابُ الْجَنَائِزِ)

﴿۶۵﴾عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْماً فَصَلّٰى عَلٰى اَهْلِ اُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ اِنِّيْ فَرَطٌ لَكُمْ وَاَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ لَاَنْظُرُ اِلٰى حَوْضِيْ الْاٰنَ وَاِنِّيْ اُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنَ الْاَرْضِ اَوْمَفَاتِيْحَ الْاَرْضِ وَاِنِّيْ وَاللّٰهِ مَااَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ وَلٰكِنْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک دن نکلے تو شہداءِ اُحد پر اس انداز سے دعا فرمائی جیسے میت پر دعا کی جاتی ہے پھر منبر کی

طرف آئے اور آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں اور مجھ کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں یا زمین کی کنجیاں دی گئیں اور قسم خدا کی میں اپنے بعد یہ نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے لیکن مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم دنیا میں مصروف نہ ہو جاؤ۔

﴿قبروں پر پھول ڈالنا﴾

سوال : مسلمانوں کے قبروں پر تر شاخ، ہری پتیاں، کھجور کی ڈالیاں اور پھول رکھنا کیسا ہے؟

جواب : رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے عذاب قبر ہلکا ہونے کا سبب ہے جب تک یہ ہری رہیں گی ذکر الٰہی میں مصروف ہوں گی جس کے سبب میت کے عذاب میں تخفیف ہوگی۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۸۱،۱۸۲ "بَابُ الْجَرِيْدِ عَلَى الْقَبْرِ" "قبر پر کھجور کی ڈالیاں لگانا" (كِتَابُ الْجَنَائِز)

﴿۲۶﴾ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَيْنِ يُعَذَّبَانِ فَقَالَ اِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَ مَايُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ اَخَذَ جَرِيْدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا بِنِصْفَيْنِ ثُمَّ غَرَزَ فِيْ كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لِمَ صَنَعْتَ هٰذا فَقَالَ لَعَلَّهٗ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَالَمْ يَيْبَسَا۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے دو قبروں کے پاس سے گزرے جن کو عذاب دیا جارہا تھا تو آپ نے ارشاد فرمایا ان دونوں کو عذاب دیا جارہا ہے مگر کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں ان دونوں میں سے ایک تو پیشاب (کے چھینٹوں سے) نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کرتا تھا پھر آپ نے کھجور کی تر شاخ لی اور اس کو دو ٹکرے کیا پھر ہر ایک قبر پر ایک ٹکڑا رکھ دیا صحابۂ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا امید ہے جب تک یہ شاخیں

سوکھیں گی نہیں ان دونوں کا عذاب ہلکا ہوگا۔

﴿مُردوں کے نام صدقہ کرنا﴾

سوال : مرحومین کی طرف سے صدقہ وخیرات کرنا یا کسی عبادت کا ثواب اُن کو پہنچانا کیسا ہے؟

جواب : (۱) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۸۶ ''بَابُ مَوْتِ الْفَجَاءَ ةِ بَغْتَةً'' 'موت کا اچانک آجانا (كِتَابُ الْجَنَائِز)

﴿۶۷﴾ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِي صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّيْ اُفْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاَظُنُّهَا لَوْتَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا میری ماں اچانک انتقال کر گئیں اور میں گمان کرتا ہوں اگر وہ بول پاتیں تو صدقہ کرتیں اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو ثواب ملے گا ؟ حضور نے ارشاد فرمایا ہاں (یعنی اگر تم ان کی طرف سے صدقہ کروگے تو انھیں ثواب ملے گا)

(۲) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۰' صفحہ ۲۴۹ ''بَابُ الْحَجِّ وَالنَّذْرِ عَنِ الْمَيِّتِ'' میت کی طرف سے حج کرنے اور منت پوری کرنے کا بیان (كِتَابُ الْجَنَائِز)

﴿۶۸﴾ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اِمْرَاَةً مِنْ جُهَيْنَةَ جَاءَ تْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ اُمِّي نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰى مَاتَتْ اَفَاَحُجُّ عَنْهَا

قَالَ حُجِّي عَنْهَا اَرَأَيْتَ لَوْكَانَ عَلىٰ اُمِّكِ دَيْنٌ اُكُنْتِ قَاضِيَةً اُقْضُوا اللّٰهَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ جُہینہ کی ایک خاتون نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا میری ماں نے

حج کرنے کی مَنّت مانی تھیں وہ حج نہ کرسکیں اور انتقال کرگئیں کیا میں ان کی طرف سے حج کروں؟

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کی طرف سے حج کرو بتاؤ اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو کیا وہ اسے ادا نہ کرتیں؟ اللہ کا حق ادا کرو اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ حقدار ہے کہ اس کے حق کو پورا کیا جائے۔

(۳) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۳۸۶ ''بَابٌ اِذَا قَالَ دَارِیْ صَدَ قَةٌلِلّٰهِ'' جب کسی نے کہا کہ میرا گھر اللہ تعالیٰ کے لیے صدقہ ہے (کِتَابُ الْوِصَایَا) وصیتوں کا بیان۔

﴿۶۹﴾ اِبْنُ عَبَّاسٍ اِنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ تُوُفِّیَتْ اُمُّهٗ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّی تُوُفِّیَتْ وَاَنَا غَائِبٌ عَنْهَا اَیَنْفَعُهَا شَیْءٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاِنِّی اُشْهِدُكَ اَنَّ حَائِطِی الْمِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَیْهَا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ حضرت سعد ابن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ان کی غیر حاضری میں انتقال کرگئیں تو انھوں نے حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میری والدہ محترمہ کا وصال ایسے وقت میں ہوا کہ میں اس وقت گھر پر موجود نہ تھا اب اگر میں اپنی والدہ کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو کیا انھیں اس کا فائدہ پہنچے گا؟ حضور نے ارشاد فرمایا ہاں حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا حضور میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا باغِ مخراف اُن کی طرف سے صدقہ ہے۔

فائدہ: مذکورہ تینوں احادیث سے اس بات کا ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ اپنے مرحومین مومنین کے نام صدقہ وغیرہ کرنے سے انہیں ثواب ملتا ہے۔

﴿ تبرک سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا ﴾

سوال: ثواب و برکت کے مقصد سے کھانا، مٹھائی، پھل سامنے رکھ کر قرآن پاک

کی آیتیں، دعا، درود پڑھنا پھر اس کو کھانا کیسا ہے؟

جواب : فاتحہ کے وقت مٹھائی پھل وغیرہ سامنے رکھنا نہ فرض ہے نہ واجب، نہ شرک ہے نہ بدعت، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے اور برائے تبرک بزرگوں کا معمول بھی ہے۔

(۱) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۸۹ ''بَابٌ اِذَاحَلَفَ اَنْ لَایَاتَدِمَ فَاَکَلَ تَمراً بِخُبْزٍ'' جب قسم کھائی کہ سالن نہیں کھاؤں گا پھر کھجور سے روٹی کھائی (کِتَابُ الْاَیْمَانِ وَالنُّذُوْرِ) جلد اول صفحہ ۵۰۵ بابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِی الْاِسْلَامِ اسلام میں نبوت کی نشانیوں کا بیان (کِتَابُ الْمَنَاقِبِ)

﴿۷۰﴾ قَالَ اَبُوْطَلْحَةَ لِاُمِّ سُلَیْم لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ضَعِیْفاً اَعْرِفُ فِیْهِ الْجُوْعَ فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَیْءٍ ؟

فَقَالَتْ نَعَمْ فَاَخْرَجَتْ اَقْرَاصاً مِنْ شَعِیْرٍ ثُمَّ اَخَذَتْ خِمَاراً لَهَا فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهٖ ثُمَّ اَرْسَلَتْنِیْ اِلیٰ رَسُوْلِ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبْتُ فَوَجَدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ فَقُمْتُ عَلَیْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَكَ اَبُوْطَلْحَةَ فَقُلْتُ نَعَمْ۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهٗ قُوْمُوْا فَانْطَلَقُوْا وَانْطَلَقْتُ بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ حَتّٰی جِئْتُ اَبَا طَلْحَةَ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ یَا اُمَّ سُلَیْم قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَیْسَ عِنْدَ نَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَانْطَلَقَ اَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰی لَقِیَ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْطَلْحَةَ حَتّٰی دَخَلَا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلُمِّیْ یَااُمَّ سُلَیْم مَاعِنْدَكِ

؟ فَاَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ قَالَ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَفُتَّ وَعَصَرَتْ اُمُّ سُلَيْم عُكَّةً لَهَا فَاَدَمَتْهُ ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ ثُمَّ قَالَ اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا ثُمَّ قَالَ اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَذِنَ لَهُمْ فَاَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا ثُمَّ قَالَ اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ فَاَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ حَتّٰى شَبِعُوْا وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ اَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (اپنی اہلیہ) حضرت اُمِ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آواز میں کمزوری محسوس کیا ہے میں سمجھتا ہوں آپ بھوکے ہیں کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟

انھوں نے کہا ہاں اور جَو کی چند روٹیاں نکال کر اپنی اوڑھنی میں لپیٹا اور مجھے دے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس روانہ کیا جب میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مسجد میں صحابۂ کرام کے ساتھ بیٹھے ہوئے پایا میں آپ کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کیا ابوطلحہ نے تجھے بھیجا ہے میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو لے کر روانہ ہوئے میں بھی اُن کے آگے آگے چلا یہاں تک کے میں حضرت ابوطلحہ کے پاس پہنچ گیا اور اُن کو خبر دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں حضرت ابوطلحہ نے حضرت ام سلیم سے فرمایا اے ام سلیم! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں اور ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں ہے کہ ہم اُن سب کو کھلا سکیں حضرت ام سلیم نے کہا اللہ و رسول کو خوب معلوم ہے (یعنی آپ فکرمند نہ ہوں) پھر حضرت ابوطلحہ گھر سے نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات کیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ساتھ لے گھر میں داخل ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ام سلیم سے فرمایا جو کچھ کھانا تمہارے پاس موجود ہے حاضر کرو حضرت ام سلیم نے وہی روٹیاں لاکر رکھ دیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان روٹیوں کو توڑنے کا حکم دیا روٹیاں توڑی گئیں حضرت اُم سلیم نے اس روٹی کے ٹکڑے پر گھی انڈیلا گویا یہی سالن تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کھانا پر پڑھا جو کچھ اللہ نے چاہا پھر حضور نے ارشاد فرمایا دس آدمیوں کو کھانے کی اجازت دو دس آدمی بلائے گئے سب لوگوں نے پیٹ بھر کھایا اور واپس ہوئے پھر حضور نے فرمایا دس آدمیوں کو کھانے کے لیے بلاؤ دس آدمی بلائے گئے اور وہ سب بھی کھانا کھا کر واپس ہوئے اس طرح ستر یا اسی صحابہ کرام نے آسودہ ہو کر کھانا کھالیا۔

(۲) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۷۷۵/۷۷۶ "بَابُ الْهَدِيَةِ لِلْعُرُوْس" دلہن کے لیے تحفہ بھیجنا (كِتَابُ النِّكَاح)

﴿۱۷﴾ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرُوْساً بِزَيْنَبَ فَقَالَتْ لِيْ اُمُّ سُلَيْمٍ لَوْاَهْدَيْنَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً فَقُلْتُ لَهَا اِفْعَلِيْ فَعَمِدَتْ اِلىٰ تَمْرٍ وَّسَمْنٍ وَّاَقِطٍ فَاتَّخَذَتْ حَيْسَةً فِيْ بُرْمَةٍ فَاَرْسَلَتْ بِهَا مَعِيَ اِلَيْهِ فَانْطَلَقْتُ بِهَا اِلَيْهِ فَقَالَ لِيْ ضَعْهَا ثُمَّ اَمَرَنِيْ فَقَالَ اُدْعُ لِيْ رِجَالًا سَمَّاهُمْ وَادْعُ لِيْ مَنْ لَقِيْتَ۔

قَالَ فَفَعَلْتُ الَّذِيْ اَمَرَنِيْ فَرَجَعْتُ فَاِذَا الْبَيْتُ غَاصٌّ بِاَهْلِهٖ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلىٰ تِلْكَ الْحَيْسَةِ وَتَكَلَّمَ بِهَا مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَعَلَ يَدْعُوْا عَشَرَةً عَشَرَةً يَّاكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَقُوْلُ لَهُمْ اُذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلْيَاكُلْ كُلُّ رَجُلٍ مِمَّا يَلِيْهِ قَالَ حَتّٰى تَصَدَّعُوْا كُلُّهُمْ عَنْهَا الخ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا تو مجھ سے میری والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اس موقع پر ہم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم کے پاس کچھ تحفہ بھیجنا چاہیے میں نے ان سے کہا بھیج دیں انھوں نے کھجور اور گھی اور پنیر ملا کر ایک ہانڈی میں حلوہ بنایا اور مجھ کو دے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس روانہ کیا اس حلوہ کو لے کر میں حضور کے پاس پہنچا تو آپ نے مجھ سے فرمایا اس کو رکھ دو پھر آپ نے مجھے حکم دیا جا کر کچھ لوگوں کو بلا کر لاؤ آپ نے ان سب کا نام بتایا اور فرمایا جو بھی تم کو ملے اس کو بلا لینا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں آپ کے حکم کے مطابق لوگوں کو دعوت دینے گیا جب میں واپس لوٹا تو میں نے دیکھا گھر لوگوں سے بھرا ہوا ہے پھر میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اس حلوہ پر رکھا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ نے اس حلوہ پر پڑھا پھر دس دس آدمیوں کو کھانے کے لیے بلانا شروع کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان لوگوں سے فرماتے اللہ کا نام لے کر کھانا شروع کرو اور چاہیئے کے ہر آدمی اپنے قریب سے کھائے برتن کے بیچ میں ہاتھ نہ ڈالے یہاں تک کہ سب لوگوں نے اس میں سے کھالیا۔

فائدہ : پہلی حدیثِ پاک کے مطابق توڑی ہوئی روٹی یعنی مالیدہ پر اور دوسری حدیث پاک کے مطابق حلوہ پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو کچھ بھی پڑھا ہے وہ کلام اللہ یا دعائے برکت ہی تو پڑھا ہے اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر قرآنِ کریم، دعا اور درود شریف پڑھنا اور اس کا کھانا باعثِ خیر و برکت ہے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

﴿۳۵﴾ فَكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ بِاٰيٰتِهٖ مُؤْمِنِيْنَ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تَاْكُلُوْا مِمَّا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ۔

''تو کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اگر تم اس کی آیتیں مانتے ہو تمہیں کیا ہوا کہ اس میں سے نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام لیا گیا وہ تو تم سے مفصل بیان کر چکا جو کچھ تم پر حرام ہوا۔''

(پارہ ۸، الانعام ۱۱۹)

﴿ تبرک رکھنے کا مقصد ﴾

سوال : فاتحہ کے موقع پر کھانا، مٹھائی، پھل وغیرہ کے انتظام کرنے کا مقصد کیا ہوتا ہے؟

جواب : مسلمانوں کو نفع پہنچانے کے علاوہ ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ تبرک پانے کی خوشی میں بچے اور بڑے نعت، منقبت، تقریر و بیان سنیں گے، دینی و مذہبی کاموں کی طرف رغبت کریں گے اور مذہبی کاموں کی طرف رغبت دلانے کا یہ طریقہ حدیث میں بھی ملتا ہے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۲۳ ''بَابُ تَسْلِيْمِ الرِّجَالِ عَلَى النِّسَاءِ وَالنِّسَاءِ عَلَى الرِّجَالِ'' (كِتَابُ الْإِسْتِيْذَان) مردوں کا سلام کرنا عورتوں کو اور عورتوں کا سلام کرنا مردوں کو، بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۲۸ ''بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اللہ عزوجل کے قول کا بیان (كِتَابُ الْجُمُعَةِ)

﴿۷۲﴾ عَنْ سَهْلٍ قَالَ كُنَّا نَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ قُلْتُ وَلِمَ قَالَ كَانَتْ لَنَا عَجُوْزٌ تُرْسِلُ اِلٰى بُضَاعَةَ قَالَ ابْنُ مَسْلَمَةَ نَخْلٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَتَاخُذُ مِنْ اُصُوْلِ السِّلْقِ فَتَطْرَحُهٗ فِي قِدْرٍ وَتُكَرْكِرُ حَبَّاتٍ مِّنْ شَعِيْرٍ۔

فَاِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ اِنْصَرَفْنَا وَنُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتُقَدِّمُهٗ اِلَيْنَا فَنَفْرَحُ مِنْ اَجْلِهٖ وَمَا كُنَّا نَقِيْلُ وَلَانَتَغَدّٰى اِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ۔

حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جمعہ کا دن آنے سے بہت خوش ہوتے تھے (حضرت عبداللہ بن مَسْلَمہ کہتے ہیں) میں نے پوچھا خوشی کی وجہ کیا ہوتی تھی؟ حضرت سہل فرماتے ہیں ہماری قوم میں ایک ضعیفہ تھیں جو بُضاعہ کی طرف کسی کو بھیجتیں (حضرت عبداللہ ابن مَسْلَمہ فرماتے ہیں کہ مدینہ میں بضاعہ ایک کھجور کا باغ تھا) اور چقندر کی جڑیں منگوا کر ہانڈی میں پکاتیں اور اس میں جَو پیس کر ڈالتیں۔

جب ہم لوگ جمعہ کی نماز پڑھ کر لوٹتے تو اُس ضعیفہ کو جا کر سلام کرتے تو وہ وہی پکی

ہوئی چیز کھانے کے لیے ہمارے سامنے رکھتیں اسی وجہ سے جمعہ کا دن آنے سے ہم بہت خوش ہوتے تھے اور ہم لوگ جمعہ کے دن طعام وآرام سب جمعہ کی نماز کے بعد ہی کرتے تھے۔

﴿☆☆☆☆☆﴾

﴿ کارِ خیر کے لیے دن مقرر کرنا ﴾

سوال : میلاد، فاتحہ، جلسہ، کانفرنس، ایصال ثواب اور شادی وغیرہ کے لیے دن مقرر کرنا کیسا ہے؟

جواب : جس کام کے لیے شریعتِ مطہرہ نے کوئی تاریخ، دن، وقت متعین کر دیا ہے جیسے ایامِ قربانی، حج کے ارکان، نماز کے اوقات وغیرہ ان سب کو متعین دنوں اور وقتوں کے علاوہ کرنا بالکل جائز نہیں ہے جیسے نماز کے متعلق رب العالمین کا فرمان ہے۔

﴿۳۶﴾اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَاباً مَّوْقُوْتاً۔

"بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔" (پارہ۵/النساء۱۰۳)

اب اگر فرض نماز کا وقت ہونے سے پہلے ہی فرض نماز پڑھ لی گئی تو اسے ادا نہیں کہیں گے اس لیے کہ شریعت نے اُس کے لیے وقت مقرر کر رکھا ہے۔

اسی طرح اگر قربانی کا وقت آنے سے پہلے قربانی کر لی گئی یا قربانی کے ایام گذر جانے کے بعد قربانی کی گئی تو ایسی صورت میں قربانی کا حکم ساقط نہ ہوگا بلکہ صاحبِ نصاب کو قربانی کے جانور کی قیمت صدقہ کرنا ہوگا۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ۸۳۲ بَابُ سُنَّةِ الْاَضَاحی (کِتَابُ الْاَضَاحی)

﴿۷۳﴾عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاۃِ فَاِنَّمَا یَذْبَحُ لِنَفْسِہٖ وَمَنْ ذَبَحَ بَعْدَ فَقَدْ تَمَّ نُسُكُہٗ وَاَصَابَ سُنَّةَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے نماز سے پہلے ذبح کرلیا اُس نے اپنی ذات کے لیے ذبح کیا اور جس نے نماز کے بعد ذبح کیا اُس کی قربانی ہوگئی اور اس نے مسلمانوں کے طریقے کے مطابق کیا۔

لہٰذا جن کاموں کے لیے شریعت نے کوئی خاص وقت مقرر کر رکھا ہے اُن کو مقررہ وقت پر ہی کیا جائے گا یہی شریعت کا حکم ہے۔

البتہ وہ کام جس کے لیے شریعت نے کوئی خاص وقت مقرر نہیں کیا ہے ایسے کاموں میں بندوں کو اختیار ہے جس وقت بھی ان کو جائز طریقوں سے کریں گے حکمِ الٰہی کی تعمیل ہوگی جیسے رب العالمین کا فرمان ہے۔

﴿۳۷﴾ اُتْلُ مَآاُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ. (پارہ ۲۱، العنکبوت ۴۵)

''اے محبوب پڑھو جو کتاب تمہاری طرف وحی کی گئی ہے۔''

فائدہ: اس آیت میں قرآن کریم کی تلاوت کا حکم دیا گیا لیکن تلاوت کے لیے تاریخ، دن، وقت، متعین نہیں کیا گیا ہے لہٰذا بندوں کو اختیار ہے جس وقت بھی قرآن کی تلاوت کریں گے حکمِ الٰہی کی تعمیل ہوگی البتہ جن اوقات میں تلاوت کرنا منع ہے جیسے حالتِ جنابت میں تو اس وقت تلاوت کرنا منع ہوگا اسی طرح رب العالمین کا ارشاد پاک ہے۔

﴿۳۸﴾ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (پارہ ۲۲/ الاحزاب ۵۶)

''بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم پر اے ایمان والو تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام عرض کیا کرو۔''

اس آیت میں مسلمانوں کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن درود و سلام پڑھنے کا کوئی خاص طریقہ اور وقت مقرر نہیں کیا گیا ہے لہٰذا جس وقت بھی جس انداز سے درود و سلام پڑھا جائے گا رب العالمین کے حکم کی تعمیل ہوگی۔

اسی طرح علمِ دین سیکھنے اور سکھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔

﴿۳۹﴾وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ

(پارہ۱۱/التوبہ۱۲۲)

''اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈرسنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں۔''

فائدہ :مذکورہ آیت پاک میں مسلمانوں کو دینی و مذہبی تعلیم سیکھنے اور سکھانے کی دعوت دی گئی ہے لیکن کوئی خاص طریقہ، وقت، جگہ، نصاب اور کتاب متعین نہیں کیا گیا ہے لہٰذا علم دین سیکھنے اور سکھانے والے اپنی سہولت کے لیے جو بھی وقت، طریقہ، نصاب، کتاب، مقرر کرلیں گے درست ہوگا۔

اسی طرح دینی و مذہبی مجالس، ایصالِ ثواب، شادی بیاہ، وغیرہ ان سب کاموں میں سہولت کے لیے تاریخ، دن، اور وقت متعین کرنا جائز و مستحسن ہے قرآن و حدیث کے مطابق ہے البتہ اگر شریعت نے کسی کام کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں فرمایا ہے اور اس کے لیے کسی وقت کی تعیین کو واجب و لازم سمجھنا کہ فلاں وقت میں یہ کام کرنا صحیح ہوگا اور دوسرے وقت میں صحیح نہیں ہوگا ایسا اعتقاد رکھنا جہالت ہے۔

﴿ دن مقرر کرنا حدیث کی روشنی میں ﴾

کارِ خیر کے لیے تاریخ، دن مقرر کرنے پر مزید ثبوت و وضاحت کے لیے بخاری شریف کی چند روایتیں ملاحظہ ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد قباء میں جانے کے لیے ہفتہ کا دن منتخب فرمایا اور صحابیِ رسول نے بھی اسی سنت کو اپنا معمول بنایا۔

(۱) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۵۹ ''بَابُ مَسْجِدِ قُبَاء ''مسجد قباء کا بیان (کِتَابُ الْعَمَلِ فِي الصَّلٰوة)

﴿۷۴﴾ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاتِیْ مَسْجِدِ قُبَاءَ کُلَّ سَبْتٍ مَاشِیاً وَرَاکِباً وَکَانَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ یَفْعَلُهٗ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر ہفتہ (سنیچر کے دن) پیدل یا سواری پر مسجد قبا تشریف لاتے اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ہر ہفتہ مسجد قبا جایا کرتے۔

﴿ سفر کے لیے حضور کا پسندیدہ دن ﴾

(۲) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۱۴ بَابُ مَنْ اَحَبَّ الْخُرُوْجَ یَوْمَ الْخَمِیْس جمعرات کے دن نکلنے کو پسند کرنے کا بیان (کِتَابُ الْجِهَاد)

﴿۷۵﴾ کَعْب بِنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ یَوْمَ الْخَمِیْسِ فِیْ غَزْوَةَ تَبُوْك وَکَانَ یُحِبُّ اَنْ یَّخْرُجَ یَوْمَ الْخَمِیْس۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غزوۂ تبوک میں (مدینہ منورہ سے) جمعرات کے دن نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سفر کے لیے جمعرات کے دن نکلنا پسند فرماتے تھے۔

﴿ وعظ و نصیحت کے لیے حضور کا دن مقرر کرنا ﴾

(۳) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۰ ''بَابُ هَلْ یُجْعَلُ لِلنِّسَاءِ یَوْماً عَلٰحِدَةً فِی الْعِلْمِ'' کیا عورتوں کی تعلیم کے لیے کوئی الگ دن مقرر کیا جا سکتا ہے؟ (کِتَابُ الْعِلْم)

﴿۷۶﴾ عَنْ اَبِیْ سَعِیْد الْخُدْرِیْ قَالَ قَالَتِ النِّسَاءُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَنَا عَلَیْكَ الرِّجَالُ فَاجْعَلْ لَنَا یَوْماً مِنْ نَفْسِكَ فَوَعَدَهُنَّ یَوْماً لَقِیَهُنَّ فِیْهِ فَوَعَظَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عورتوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ سے فائدہ حاصل کرنے میں صحابۂ کرام ہم عورتوں سے آگے بڑھ گئے ہیں آپ اپنی طرف سے ہمارے لیے بھی کوئی خاص دن (وعظ و نصیحت کے لیے)

مقرر فرمادیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن عورتوں سے ایک دن کا وعدہ فرمایا اور اس دن آپ نے ان سے ملاقات فرمایا انھیں نصیحت کی اور احکامِ شریعت بتایا۔

﴿ صحابی رسول کا دن منتخب فرمانا ﴾

(۴) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۶ ''مَنْ جَعَلَ لِاَهْلِ الْعِلْمِ اَيَّاماً مَعْلُوْماً''، علم سیکھنے والوں کے لیے کچھ خاص دن مقرر کرنا (کِتَابُ الْعِلْم)

﴿۷۷﴾ عَنْ اَبِی وَائِلٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُذَكِّرُ النَّاسَ فِی كُلِّ خَمِيْس

حضرت ابووائل روایت فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر جمعرات کے دن لوگوں کو وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے۔

فائدہ :مذکورہ چاروں حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ کسی جائز اور مستحب کام کے لیے دن تاریخ مقرر کرنا اور اُس مقرر کیے ہوئے دن میں اس کام کو انجام دینا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت اور صحابۂ کرام کا طریقہ ہے اس لیے دن، تاریخ مقرر کرنے کو ناجائز و گناہ بتانا محض جہالت و نادانی ہے۔

﴿ کارِ خیر کا پابند ہونا ﴾

سوال : فاتحہ، میلاد، نفل نماز، وعظ و نصیحت اور جلسہ وجلوس کو پابندی کے ساتھ کرتے رہنا کیسا ہے؟

جواب : اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ پسند فرمایا ہے کہ لوگ اچھے کاموں کو ہمیشہ پابندی کے ساتھ کیا کریں۔

(۱) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۵۷ ''بَابُ الْقَصْدِ وَالْمُدَاوَمَةِ عَلَى الْعَمَل''، میانہ روی اور عمل پر پابندی کا بیان (کِتَابُ الرِّقَاق)

﴿۷۸﴾ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ قَالَ اَدْوَمُهٗ وَاِنْ قَلَّ۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم سے عرض کیا گیا اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل سب سے زیادہ محبوب ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس پر سب سے زیادہ پابندی کی جائے اگر چہ وہ تھوڑا ہو۔

(۲) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۵۷ "بَابُ الْقَصْدِ وَالْمُدَاوَمَةِ عَلَى الْعَمَلِ" میانہ روی اور عمل پر پابندی کا بیان (کِتَابُ الرِّقَاق)

﴿۷۹﴾ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ اَحَبُّ الْعَمِلِ اِلیٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ يَدُوْمُ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس نیک کام کو زیادہ پسند فرماتے جس کو آدمی ہمیشہ کرتا رہے۔

(۳) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۵۴ بَابُ مَايُكْرَهُ مَنْ تَرَكَ قِيَامًا فِی اللَّيْلِ قیام اللیل کے لیے ترکِ قیام کو ناپسند کرنے کا بیان (کِتَابُ التَّهَجُّدْ)

﴿۸۰﴾ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاعَبْدَاللّٰهِ لَاتَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ

حضرت عبداللہ بن عمرو ابن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح نہ ہو جانا کہ وہ رات کو قیام کرتا تھا پھر اس نے رات کو قیام کرنا چھوڑ دیا۔

(۴) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۱ "بَابُ اَحَبُّ الدِّيْنِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَدْوَمُهُ" اللہ تعالیٰ کو وہ عمل زیادہ پسندیدہ ہے جو ہمیشہ کیا جائے (کِتَابُ الْاِيْمَان) ایمان کا بیان۔

﴿۸۱﴾ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا اِمْرَأَةٌ قَالَ مَنْ هٰذِهِ؟

قَالَتْ فُلَانَةُ تُذْكَرُ مِنْ صَلَاتِهَا قَالَ مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَاتُطِيْقُوْنَ فَوَاللّٰهِ لَايَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰى تَمَلُّوْا وَكَانَ اَحَبَّ الدِّيْنِ اِلَيْهِ مَادَوَامَ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور اس وقت گھر میں ایک عورت موجود تھیں حضور نے دریافت فرمایا یہ کون ہیں؟

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا یہ فلاں ہیں اور اُن کی کثرتِ نماز کا ذکر چھیڑ دیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا ٹھہر و صرف اتنا ہی عمل کرو جتنا ہمیشہ کر سکتی ہو خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اجر دینے سے نہیں تھکے گا مگر تم تھک جاؤ گی اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل وہ ہے جس کا کرنے والا ہمیشہ کرے۔

فائدہ : مذکورہ چاروں حدیث پاک سے یہ معلوم ہوا کہ جائز اور مستحب کام کو ہمیشہ پابندی کے ساتھ کرتے رہنا اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محبوب ہے۔

﴿ وسیلہ و سفارش کا بیان ﴾

سوال : وسیلہ کی تعریف کیا ہے؟

جواب : جس کے ذریعہ کسی سے قرب اور نزدیکی حاصل کی جائے اس کو وسیلہ کہتے ہیں۔

سوال : حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا کرنا یا مغفرت طلب کرنا کیسا ہے؟

جواب : رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا کرنا یا مغفرت طلب کرنا جائز ہے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

﴿۴۰﴾ وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبٰتٍ عِنْدَ اللّٰهِ وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ اَلَآ اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (پارہ ۱۱ ر سورہ توبہ ۹۹)

''اور کچھ گاؤں والے وہ ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں اور جو خرچ کریں اُسے اللہ کی نزدیکیوں اور رسول سے دعائیں لینے کا ذریعہ سمجھیں ہاں ہاں

وہ اُن کے لیے باعثِ قُرب ہے اللہ جلد انھیں اپنی رحمت میں داخل کرے گا بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

﴿ یہودیوں کا وسیلہ طلب کرنا ﴾

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآن کریم کے نازل ہونے سے پہلے یہودی اپنے حاجات کے لیے اور اپنے دشمن قبیلہ اوس وخزرج کے خلاف فتح وکامرانی کے لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اس طرح دعا کرتے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ عَلَیْنَا وَانْصُرْنَا بِالنَّبِیِّ الْاُمِّیِّ۔

یارب ہمیں نبی امی کے صدقہ میں فتح ونصرت عطا فرما۔

اس دعا کے سبب یہودی اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے اور اپنے دشمنوں کے خلاف فتح پر فتح حاصل کرتے مگر جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو یہودیوں نے جہاں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کیا وہیں آپ کے وسیلے سے مانگی ہوئی دعاؤں کا بھی انکار کردیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں یہ آیت نازل فرمائی۔

﴿۴۱﴾ وَلَمَّا جَآءَ ھُمْ کِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِاللّٰہِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَھُمْ وَکَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَلَمَّا جَآئَھُمْ مَّا عَرَفُوْا کَفَرُوْا بِہٖ فَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ۔ (پارہ ۱/سورہ البقرہ ۸۹)

"اور جب اُن کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو اُن کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا اُن کے پاس وہ جانا پہچانا اُس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔"

صاحبِ تفسیرِ کبیر علامہ امام فخر الدین رازی قدس سرہ متوفی ۶۰۶ھ اپنی کتاب تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۶۰۴ میں اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

اِنَّ الْیَھُوْدَ مِنْ قَبْلِ مَبْعَثِ مُحَمَّدٍ عَلَیْہِ السَّلَامِ وَنُزُوْلِ الْقُرْاٰنِ کَانُوْا

يَسْتَفْتِحُوْنَ اَىْ يَسْئَلُوْنَ الْفَتْحَ وَالنُّصْرَةَ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنَا وَانْصُرْنَا بِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ۔

یہودی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت اور قرآن نازل ہونے سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے توسل سے دعائیں مانگتے تھے اور یوں کہتے تھے اے اللہ نبی امی کے توسل سے ہم کو فتح اور نصرت عطا فرما۔

صاحب تفسیر ابن کثیر حافظ ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ اپنی کتاب تفسیر ابن کثیر جلد اول صفحہ ۱۲۴ میں اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

عَنِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ يَهُوْدًا كَانُوْا يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الْاَوْسِ وَالْخَزْرَجِ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَبْعَثِهٖ فَلَمَّا بَعَثَهُ اللّٰهُ مِنَ الْعَرَبِ كَفَرُوْا بِهٖ وَجَحَدُوْا مَا كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ فِيْهِ فَقَالَ لَهُمْ مُعَاذُبْنُ جَبَلٍ وَبَشَرُ بْنُ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُوْرٍ وَ دَاؤُدُ بْنُ سَلْمَةَ

يَامَعْشَرَ يَهُوْدَ اِتَّقُوْا اللّٰهَ وَاَسْلِمُوْا فَقَدْ كُنْتُمْ تَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَيْنَا بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ اَهْلُ الشِّرْكِ وَتُخْبِرُوْنَنَا بِاَنَّهٗ مَبْعُوْثٌ وَتَصِفُوْنَهٗ بِصِفَتِهٖ

فَقَالَ سَلَامُ بْنُ مِشْكَمْ اَخُوْبَنِى النَّضِيْرِ مَاجَاءَ نَا بِشَىْءٍ نَعْرِفُهٗ وَمَاهُوَ الَّذِىْ كُنَّانَذْكُرُ لَكُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِىْ ذٰلِكَ مِنْ قَوْلِهِمْ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور کی بعثت سے پہلے یہودی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اوس وخزرج کے خلاف فتح کی دعائیں کرتے تھے جب آپ عرب میں مبعوث ہوئے تو یہودیوں نے آپ کی نبوت کا انکار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مانگی ہوئی دعاؤں کا انکار کر دیا تو حضرت معاذ ابن جبل، حضرت بشر ابن براء، اور حضرت داؤد ابن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا

اے یہود کی جماعت! خدا سے ڈرو اور تم لوگ اسلام قبول کرلو جب ہم لوگ مشرک

تھے تو تم ہمارے خلاف حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعائیں مانگا کرتے تھے اور ہم کو بتلایا کرتے تھے کہ عنقریب حضور مبعوث ہوں گے اور حضور کی ایسی صفات ہوں گی

اس کے جواب میں یہودیوں کے قبیلہ بنی نضیر کے سلام ابن مشکم نے کہا کہ حضور ہمارے پاس کوئی ایسی دلیل نہیں لائے جس کو ہم پہچانتے ہوں یہ وہ نبی نہیں ہیں جن کا ہم تم سے ذکر کیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان یہودیوں کے رد میں یہ آیت نازل فرمائی،، وَلَمَّا جَآءَ هُمْ كِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِاللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآئَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ۔

اور جب اُن کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جو اُن کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا اُن کے پاس وہ جانا پہچانا اُس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔ (پارہ ا رسورہ البقرہ ۸۹)

صاحبِ روح المعانی علامہ ابوالفضل شہاب الدین محمود ابن عبد اللہ آلوسی بغدادی متوفی ۱۲۷۰ھ نے اپنی تفسیر روح المعانی جلد اول صفحہ ۳۲۰ میں مذکورہ آیتِ کریمہ کی تفسیر میں یہودیوں کی دعا کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ بِحَقِّ نَبِيِّكَ الَّذِىْ وَعَدْتَّنَا اَنْ تَبْعَثَهٗ فِىْ آخِرِ الزَّمَانِ اَنْ تَنْصُرَنَا الْيَوْمَ عَلٰى عَدُوِّنَا فَيُنْصَرُوْنَ۔

اے اللہ ہم تجھ سے تیرے اس نبی کی جاہ اور حرمت کے وسیلہ سے سوال کرتے ہیں آخری زمانہ میں جس کی بعثت کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے ہمارے دشمنوں کے خلاف ہماری مدد فرما، اس دعا کے بعد ان یہودیوں کو مدد دی جاتی۔

قوم بنی اسرائیل کا وسیلہ طلب کرنا

جب اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت شموئیل علیہ السلام نے اپنی قوم کو مذہبِ حق کی

دعوت دی اور انھیں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا حکم دیا تو آپ کی قوم بنی اسرائیل نے جہاد کے لیے ایک بادشاہ مقرر کرنے کی فرمائش کی حضرت شموئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے طالوت کو بادشاہ بنایا اور اُس کے بادشاہت کی نشانی تابوتِ سکینہ بتایا تابوت سکینہ کی وجہ سے قوم بنی اسرائیل کے دلوں کو تسکین رہتی تھی، وہ لوگ تابوت سکینہ کو جس لڑائی میں آگے کر کے اُس کے واسطے سے دعا مانگتے کافروں پر فتح پاتے قرآن مقدس نے اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا ہے۔

﴿۴۲﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْبَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكاً۔

اوران سے اُن کے نبی نے فرمایا بے شک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے۔ (پارہ۲، البقرہ۲۴۷)

﴿۴۳﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ آيَةَ مُلْكِهٖ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّاتَرَكَ آلُ مُوْسٰى وَآلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (پارہ۲، البقرہ۲۴۸)

اور اُن سے ان کے نبی فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے گا تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھالائیں گے اس تابوت کو فرشتے بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لیے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

فائدہ : تابوتِ سکینہ تین ہاتھ لمبا اور دو ہاتھ چوڑا لکڑی کا ایک صندوق تھا اُس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا، اُن کی نعلینِ مبارك، تھوڑا سا مَن، توریت کی تختیوں کے چند ٹکڑے، اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ وغیرہ تھا۔

﴿☆﴾﴿☆﴾﴿☆﴾﴿☆﴾﴿☆﴾

﴿ حضور کو سفارش کا حکم ﴾

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معاف کرنے اور شفاعت کرنے کا حکم دیا چنانچہ رب العالمین کا فرمان ہے۔

﴿۴۴﴾ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ۔

تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم اُن کے لیے نرم دل ہوئے اور اگر تُند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہوجاتے تو تم انھیں معاف فرماؤ اوران کی شفاعت کرو۔ (پارہ۴،آل عمران۱۵۹)

﴿۴۵﴾ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ (پارہ۱۱التوبہ۱۰۳)

اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انھیں ستھرا اور پاکیزہ کردو اوران کے حق میں دعائے خیر کرو بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

﴿۴۶﴾ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (پارہ۲۶،محمد۱۹)

اور اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ کا اس امت پر احسان واکرام ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فرمایا مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لیے مغفرت طلب فرمائیں، انھیں صاف وستھرا فرمائیں اوران کی شفاعت کریں لہٰذا حضور کے وسیلے سے دعا کرنا یا مغفرت طلب کرنا قرآن وحدیث کے مطابق جائز و مستحسن ہے۔

﴿ طلبِ مغفرت کا نسخۂ کیمیا ﴾

﴿۴۷﴾ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْظَّلَمُوْا

اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا (پارہ۵النساء۶۳)

اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

سوال : کیا ایسا نہیں ہے کہ اس آیت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے اور آپ سے شفاعت طلب کرنے کا جو حکم ہے وہ آپ کی حیاتِ ظاہری کے ساتھ خاص ہو؟

جواب : اس آیت میں حیات ظاہری یا بعد از حیات کی کوئی قید نہیں ہے لہٰذا قیاسِ فاسد کی بنیاد پر اس حکم کو حیاتِ ظاہری کے ساتھ خاص کرنا غلط ہے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں صحابۂ کرام حضور کے وسیلے سے دعا کرتے تھے اسی طرح قیامت تک کہ مسلمانوں کو آپ کے وسیلے سے دعا کرنا مغفرت طلب کرنا درست ہوگا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی وسعتِ رحمت سے یہ بعید ہے کہ صحابۂ کرام کی بخشش کے لیے تو یہ صورت مقرر ہو اور بعد کے مسلمان جو زیادہ گنہگار ہوں گے وہ اس بخشش سے محروم رہیں مزید ثبوت و وضاحت کے لیے اس آیت پاک کی تفسیر ملاحظہ ہو جو مستند مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔

تفسیر مدارك التنزيل جلد اول صفحہ۲۳۴ از مفسر قرآن حضرت علامہ عبداللہ احمد ابن محمد نسفی متوفی ۷۱۰ھ میں ہے۔

جَاءَ اَعْرَابِیٌّ بَعْدَ دَفْنِهٖ عَلَيْهِ السَّلَام فَرَمٰى بِنَفْسِهٖ عَلٰى قَبْرِهٖ وَحَثَا مِنْ تُرَابِهٖ عَلٰى رَاسِهٖ وَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰه قُلْتَ وَسَمِعْنَا وَكَانَ فِيْمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ " وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ" وَقَدْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَجِئْتُكَ

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ مِنْ ذَنْبِیْ فَاسْتَغْفِرْلِیْ مِنْ رَبِّیْ فَنُوْدِیَ مِنْ قَبْرِہٖ قَدْغُفِرَ لَکَ۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال فرمانے کے بعد ایک اعرابی حضور کے قبر انور پر آیا اور آپ کی قبر سے لپٹ گیا اور اپنے سر پر خاک بکھیر کر کہنے لگا یا رسول اللہ آپ نے جو فرمایا ہم نے سنا اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر اتارا ہے وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَاؤُکَ،، اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں'' میں گناہ کر کے اپنی جان پر ظلم کر چکا ہوں اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں آپ اللہ تعالیٰ سے میری شفاعت کریں تو قبر سے آواز آئی جاؤ تم کو بخش دیا گیا

تفسیر ابن کثیر جلد اول صفحہ ۵۱۹،۵۲۰ از علامہ حافظ عماد الدین اسماعیل ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ میں ہے۔

''وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْظَّلَمُوْا اَنْفُسَھُمْ جَاؤُکَ'' اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں''

یَتَرَشَّدَ اللّٰہُ تَعَالیٰ الْعُصَاۃَ وَالْمُذْنِبِیْنَ اِذَاوَقَعَ مِنْھُمْ الْخَطَاءَ وَالْعِصْیَانَ اَنْ یَّاتُوْا اِلَی الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَسْتَغْفِرُوا اللّٰہَ عِنْدَہٗ وَیَسْئَلُوْہُ اَنْ یَّغْفِرَلَھُمْ فَاِنَّھُمْ اِذَافَعَلُوْا ذٰلِکَ تَابَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَرَحِمَھُمْ وَغَفِرَلَھُمْ وَلِھٰذَا قَالَ لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّاباً رَّحِیْماً۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام خطا کاروں اور گنہگاروں کو یہ ہدایت کی ہے کہ جب ان سے کوئی خطا یا گناہ سرزد ہو جائے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں اور آپ کے پاس اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور آپ سے سوال کریں کہ آپ اللہ تعالیٰ سے ان کے گناہوں کی مغفرت طلب کریں اور جب گنہگار ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے گا اور اُن کو بخش دے گا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''لَوَجَدُوا اللّٰہَ تَوَّاباً رَّحِیْماً'' تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

اتنا لکھنے کے بعد حضرت علامہ ابن کثیر نے بھی علما کی ایک کثیر تعداد کی تصدیق کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مغفرت طلب کرنے کا مذکورہ اعرابی کا واقعہ بیان کیا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری کے بعد بھی آپ کے وسیلے سے دعا کرنا یا مغفرت طلب کرنا جائز و درست ہے صحابۂ کرام، علما، فقہا، مستند مفسرین اور جمہور امت مسلمہ اس کے جواز کے قائل ہیں اور اس پر ان کا عمل رہا ہے۔

﴿ وسیلہ سے کام آسان ہونا ﴾

سوال : وصال فرمائے ہوئے اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں سے ملاقات اور ان کے وسیلہ سے کام آسان ہونے کی دلیل پیش کریں۔

جواب : بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۱ "بَابُ كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ فِي الْاِسْرَاء" "معراج میں نماز کیسے فرض ہوئی (كِتَابُ الصَّلٰوة) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۴۹ "بَابُ حَدِيْثِ الْاِسْرَاء" (كِتَابُ مَنَاقِبِ الْاَنْصَار)

﴿۸۲﴾ قَالَ ابْنُ حَزم وَاَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَضَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلىٰ اُمَّتِيْ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى مَرَرْتُ عَلىٰ مُوْسٰى فَقَالَ مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلىٰ اُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً قَالَ فَارْجِعْ اِلىٰ رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَاتُطِيْقُ۔

فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَاجَعْتُ اِلىٰ مُوْسىٰ قُلْتُ وَضَعَ شَطْرَهَا فَقَالَ ارْجِعْ اِلىٰ رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَاتُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ اِرْجِعْ اِلىٰ رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَاتُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُهٗ فَقَالَ هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُوْنَ الخ۔

حضرت ابن حزم اور انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں میں

اس حکم کو لے کر لوٹا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ کے پاس سے گذرا تو انھوں نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا پچاس وقت کی نمازیں۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں آپ کی امت پچاس وقت کی نماز پڑھنے کی طاقت نہیں رکھتی۔

پھر میں واپس لوٹا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا ایک حصہ کم کر دیا جب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا تو میں نے کہا نماز کا کچھ حصہ کم ہوگیا ہے انھوں نے فرمایا آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں آپ کی امت اتنی طاقت نہیں رکھتی پھر میں واپس ہوا تو اللہ تعالیٰ نے نماز کا کچھ حصہ کم کر دیا جب میں حضرت موسیٰ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا آپ اپنے رب کے پاس واپس جائیں آپ کی امت اتنی طاقت نہیں رکھتی تو پھر میں واپس ہوا (ایسا کئی مرتبہ ہوا) پھر رب العالمین نے ارشاد فرمایا ظاہر میں یہ پانچ نمازیں ہیں لیکن حقیقت میں پچاس ہیں (یعنی یہ پانچ وقت کی نمازیں ثواب میں پچاس نماز کے برابر ہیں)۔

تابوت سکینہ فتح کا سبب

قوم بنی اسرائیل جنگ میں تابوت سکینہ کو آگے کر کے اس کے وسیلہ سے فتح کی دعائیں مانگتے اور اس کی برکت سے اپنے دشمن پر فتح حاصل کرتے قرآن مقدس نے اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا ہے۔

﴿۴۸﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْبَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكاً۔

اور ان سے اُن کے نبی نے فرمایا بے شک اللہ نے طالوت کو تمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے۔

(پارہ۲ البقرہ ۲۴۷)

﴿۴۹﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ آيَةَ مُلْكِهٖ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوْسٰى وَآلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ

(پارہ۲ البقرہ ۲۴۸)

''اور اُن سے ان کے نبی فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے گا تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھالائیں گے اس تابوت کو فرشتے بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لیے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔''

فائدہ : تابوتِ سکینہ تین ہاتھ لمبا اور دو ہاتھ چوڑا لکڑی کا ایک صندوق تھا اُس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ' اُن کی نعلینِ مبارك، تھوڑا سامَن، توریت کی تختیوں کے چند ٹکڑے، اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ وغیرہ تھا۔

﴿ غیر اللہ سے مدد کا ماگنے کا ثبوت ﴾

سوال: غیر اللہ کے وسیلے سے دعا کرنا کیسا ہے؟

جواب : انعام و اکرام دینے والا رب کریم ہر عیب سے پاک وصاف ہے اور انعام و اکرام لینے والا بندہ عوارضِ دنیا میں گرفتار ہوتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ جہاں اپنے خاص بندوں کو بغیر کسی وسیلہ کے عطا فرماتا ہے وہیں عام لوگوں کو اپنے محبوب بندوں کے وسیلے سے بھی عطا فرماتا ہے لہٰذا ان کے وسیلے اور واسطے سے دعا کرنا جائز ہے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

﴿۵۰﴾ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوْا فِیْ سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔ (پارہ۶ المائدہ ۳۵)

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

﴿۵۱﴾ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰابِرِیْنَ (پارہ۲ البقرہ ۱۵۳)

اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

﴿ غیر اللہ سے مدد مانگنے کا مطلب ﴾

سوال : انبیائے کرام، اولیائے عظام سے مدد طلب کرنا کیسا ہے؟

جواب : فاعلِ حقیقی اصل میں اللہ تعالیٰ ہے حقیقی طور پہ دینے والا وہی ہے اللہ تعالیٰ جہاں اپنے خاص بندوں کو بغیر کسی وسیلہ اور سبب کے عطا فرماتا ہے وہیں عام لوگوں کو اپنے محبوب بندوں کے وسیلے سے بھی عطا فرماتا ہے اور چونکہ وسیلہ، ذریعہ، واسطہ، اور سبب پر بھی فاعل کا اطلاق ہوتا ہے اس لیے مجازاً فاعل کی نسبت اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی طرف کرنے میں شرعاً کوئی حرج یا قباحت نہیں ہے جیسا کہ قرآن کریم کی آیتوں سے سمجھ میں آتا ہے قرآن پاک میں ہے۔

﴿۵۲﴾ (۱) وَمَانَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ

(پارہ ۱۰ سورہ التوبہ ۷۴)

اور انھیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انھیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

اس آیت میں غنی کر دینے کی نسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف بھی کی گئی ہے۔

﴿۵۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ (پارہ ۵ النساء ۹۶)

(۲) وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اوپر ظلم کرتے تھے۔

﴿۵۴﴾ (۳) فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيْبُهُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ

(پارہ ۸ الاعراف ۳۷)

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا یا اس کی آیتیں جھٹلائیں انھیں ان کے نصیب کا لکھا ہوا پہنچے گا یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے ان کی جان نکالنے آئیں۔

فائدہ :مذکورہ دونوں آیاتِ کریمہ میں موت دینے اور جان نکالنے کی نسبت فرشتوں کی طرف کی گئی ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا۔

﴿۵۵﴾ خُذْ مِنْ اَمْوالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ (پارہ۱۱، التوبہ۱۰۳)

(۴) اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انھیں ستھرا اور پاکیزہ کردو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

فائدہ :اس آیت میں پاک وصاف کرنے کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے۔

﴿۵۶﴾ (۵) يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔ (پارہ۲، البقرہ۱۵۳) اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔

فائدہ :صبر اور نماز غیر اللہ ہیں لیکن اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صبر اور نماز سے مدد مانگنے کا حکم دیا ہے۔

﴿۵۷﴾ (۶) وَ اِذْقُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّاتُنْبِتُ الْاَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِىْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ اِهْبِطُوْا مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّاسَاَلْتُمْ (پارہ۱، البقرہ۶۱)

اور جب تم نے کہا اے موسیٰ ہم سے تو ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ ہوگا تو آپ اپنے رب سے دعا کیجئے زمین کی اُگائی ہوئی چیزیں ہمارے لیے نکالے کچھ ساگ اور ککڑی اور مسور اور پیاز فرمایا کیا ادنیٰ چیز کو بہتر کے بدلے مانگتے ہو اچھا مصر یا کسی

شہر میں اتر و وہاں تمہیں ملے گا جو تم نے مانگا۔

فائدہ : یہاں بھی فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہے زمین سے کسی چیز کا پیدا کرنا باری تعالیٰ کی شان ہے لیکن چونکہ کسی چیز کے اُگنے میں زمین ایک اہم سبب ہے اس لیے مجازاً ساگ، ککڑی، مسور اور پیاز اُگانے کی نسبت یعنی فاعل کی نسبت زمین کی طرف کی گئی ہے۔

﴿۵۸﴾ قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰماً زَكِيّاً (مریم ۱۹)

(۷) بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔

فائدہ : کسی کو بیٹا دینا اللہ تعالیٰ کی شان ہے لیکن اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بیٹا دینے کی نسبت حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف ہے۔

﴿۵۹﴾ (۸) وَرَسُوْلاً اِلٰی بَنِیْ اِسْرَآءِ یْلَ اَنِّیْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّیْ اَخْلُقُ لَكُمْ مِنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَاتَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ

(پارہ ۳ آل عمران ۴۹)

اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف یہ فرماتا ہوا کہ میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لیے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتی ہے اللہ کے حکم سے اور میں شفاء دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمھیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو بے شک اِن باتوں میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

فائدہ : مارنا، زندہ کرنا، مرض سے شفاء دینا یہ سب اللہ تعالیٰ کی شان ہے مگر اس آیت میں زندگی دینے، مارنے اور شفاء دینے کی نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف کی

گئی ہے۔

مذکورہ ۸ آیاتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ وسیلہ، ذریعہ، واسطہ، اور سبب پر بھی فاعل کا اطلاق ہوتا ہے اس لیے مجازاً فاعل کی نسبت اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی طرف کرنے میں شرعاً کوئی حرج یا قباحت نہیں ہے۔

﴿ قربِ الٰھی ﴾

سوال : قربِ الٰہی کا ذریعہ کیا ہے؟

جواب : فرائض وواجبات، سنن ومستحبات کی ادائیگی اور تقویٰ و پرہیزگاری کے سبب مسلمان اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ بن جاتا ہے قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

﴿۶۰﴾ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ۔

اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخیں اور قبیلے کیا کہ آپس میں پہچان رکھو بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے بے شک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

(پارہ ۲۶ سورۃ الحجرات ۱۳)

بخاری شریف جلد دوم، صفحہ ۹۶۳ ''بَابُ التَّوَاضُعِ'' عجز وانکسار کا بیان (کِتَابُ الرِّقَاق)

﴿۸۳﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ وَمَاتَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ وَلَايَزَالُ عَبْدِیْ يَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهُ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِیْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ يَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِيَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِيْذَنَّهٗ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ جن چیزوں کے ذریعہ میری قربت چاہتا ہے ان میں فرائض مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے اور نوافل کے ذریعہ بندہ میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس کو اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں ضرور اسے دے دوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو ضرور میں اسے پناہ دوں۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ جسم اور اعضاء سے پاک ومنزہ ہے حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو خصوصی قوت عطا فرمادیتا ہے جس کی بدولت وہ انہونی کو ہونی بنا دیا کرتے ہیں۔

﴿ ولی کی تعریف ﴾

سوال: اولیاے کرام کون ہوتے ہیں اور ان کی شان اور پہچان کیا ہے؟

جواب: اولیائے کرام وہ مومنین اور عارف باللہ ہوتے ہیں جو ایمان وتقویٰ میں مخلص اور جامع رہتے ہیں ہر وقت اللہ و رسول کی اطاعت و فرمانبرداری اور ذکر الٰہی میں مستغرق ہوتے ہیں، جب بولتے ہیں تو اپنے رب کی حمد وثنا ہی کے ساتھ بولتے ہیں اور اسی امر میں کوشش کرتے ہیں جو قرب الٰہی کا ذریعہ ہو بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا ولی و ناصر اور معین و مددگار ہوتا ہے انہیں کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شی کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے ولیوں کی شان میں ارشاد فرمایا۔

﴿٦١﴾ اِنْ اَوْلِيَآءُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

(پارہ ۹، سورہ الانفال ۳۴)

اُس کے اولیا تو پرہیزگار ہی ہیں مگر ان میں اکثر کو علم نہیں۔

﴿۶۲﴾ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ (پارہ ۱۱ سورہ یونس ۶۳-۶۲)

سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں انھیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

یعنی اولیاے کرام دنیا اور آخرت کے مصائب وآلام سے چھٹکارا پاکر ہمیشہ سرورٗ فرحت میں ہوتے ہیں۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۶۳ "بَابُ التَّوَاضُعِ" عجز وانکسار کا بیان (كِتَابُ الرِّقَاق)

﴿۸۴﴾ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادَ لِىْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو میرے کسی ولی سے عداوت رکھے گا میں اُس کو لڑائی کی دعوت دیتا ہوں۔

﴿کرامت کا بیان﴾

سوال : کرامت کس کو کہتے ہیں؟

جواب : کسی متقی صالح مسلمان سے جو خرقِ عادت اُن کی عادت کے مطابق ظاہر ہو اُس کو کرامت کہتے ہیں۔

سوال : کیا ولیوں کی کرامت قرآن وحدیث کے مطابق حق ہے؟

جواب : ولیوں کی کرامت حق ہے، اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کے ہاتھوں پر خوارق ظاہر فرماتا ہے لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ کرامت دکھانے والا شریعت کا پابند ہو ورنہ

چاہے کوئی ہوا میں اڑتا ہو یا آسمان سے آگ برساتا ہو نہ اس کو ولی کہیں گے اور نہ ہی اس کے فعل کو کرامت کہیں گے۔

راہرو راہِ طریقت ایں بود کہ او باحکام شریعت می رود" سالک جب طریقت کی راہ پر چلتا ہے تو احکامِ شریعت کو اپنا رہبر و رہنما بنا کر چلتا ہے"

﴿ قرآن کی آیتوں سے کرامت کا ثبوت ﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب کھجور کے سوکھے درخت کے پاس آئیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کو ہلایا تو پکی کھجوریں گرنے لگیں چنانچہ قرآن پاک میں ہے۔

﴿۶۳﴾ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا وَهُزِّيْ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا۔

بے شک تیرے رب نے تیرے نیچے ایک نہر بہادی ہے اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اپنی طرف ہلا تجھ پر تازی پکی کھجوریں گریں گی تو کھا اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ۔

(پارہ ۱۶، مریم ۲۷،۲۶،۲۵)

﴿ تختِ بلقیس ﴾

حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب شہر سبا کی ملکہ بلقیس کو مذہبِ حق قبول کرنے کی دعوت دی تو ملکہ بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے اپنی اُس تخت کو جو سونے اور چاندی سے بنا ہوا تھا ہیرے جواہرات سے مزین تھا اُس کو اپنے محل میں پوشیدہ جگہ رکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام سے ملاقات کے لیے روانہ ہوئی تھیں ادھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے فرمایا۔

﴿۶۴﴾ قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ۔

(پارہ ۱۹، النمل ۳۸)

سلیمان نے فرمایا اے درباریو! تم میں کون ہے کہ وہ اُس کا تخت میرے پاس لے

آئے قبل اس کے کہ وہ میرے حضور مطیع ہو کر حاضر ہوں۔

فائدہ : حضرت سلیمان علیہ السلام کا اجلاس صبح سے دوپہر تک ہوتا تھا

﴿۶۵﴾ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ۔ (پارہ۱۹ النمل ۳۹)

ایک بڑا خبیث جن بولا میں وہ تخت بلقیس حاضر کر دوں گا قبل اس کے کہ حضور اجلاس برخواست کریں اور میں بے شک اس پر قوت والا امانتدار ہوں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے درباریوں سے فرمایا میں تختِ بلقیس کو اس سے بھی جلد دیکھنا چاہتا ہوں، آپ کے وزیر آصف بن برخیا نے کہا میں اُس تخت کو پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا حضرت آصف بن برخیا کے قول و عمل کو قرآن پاک نے یوں بیان کیا ہے۔

﴿۶۶﴾ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ

(پارہ۱۹ النمل ۴۰)

اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے پھر جب سلیمان نے تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا یہ میرے رب کے فضل سے تا کہ مجھے آزمائے کہ میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے تو میرا رب بے پرواہ ہے سب خوبیوں والا۔

﴿ آثار و تبرکات کا شرعی حکم ﴾

سوال : انبیاے کرام اور اولیاے عظام کے آثار و تبرکات کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب : انبیاے کرام اور اولیاے عظام کے آثار و تبرکات محترم ہیں اُن کا احترام کرنا ضروری ہے بے حرمتی اور بداعتقادی موجبِ گمراہی و ضلالت ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن

پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔

﴿۶۷﴾ وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ (پارہ ۱۷، الحج ۳۰)

اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لیے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے۔

﴿۶۸﴾ وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (پارہ ۱۷، الحج ۳۲)

اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

﴿ تبرکات کے فیوض و برکات ﴾

سوال : آثار و تبرکات سے خیر و برکت حاصل کرنا زمانۂ موجودہ کا بنایا ہوا کوئی نیا مسئلہ ہے یا عالمِ اسلام کا مسلمہ مسئلہ ہے؟

جواب : انبیاے کرام کے آثار و تبرکات پر قرآنی شواہد موجود ہیں اُن سے خیر و برکات کا ظہور ہوتا ہے مرادیں پوری ہوتی ہیں، دعائیں مقبول ہوتی ہیں، زمانۂ قدیم سے لوگوں نے اُن کا احترام کیا ہے اور اُن سے فائدہ حاصل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

﴿۶۹﴾ (۱) وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى (پارہ ۱، البقرہ ۱۲۵)

اور ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔

فائدہ : مقامِ ابراهیم وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظمہ کی تعمیر فرمائی ہے اس میں آپ کے قدمِ مبارک کے نشان ہیں جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام اُس پتھر پر اپنا قدمِ مبارک رکھ کر خانۂ کعبہ کی تعمیر فرما رہے تھے جیسے جیسے خانۂ کعبہ کی دیوار اونچی ہو رہی تھی وہ پتھر خود بخود لفٹ کی طرح اونچا ہوتا جاتا تھا۔

﴿ صفا مروہ ﴾

مکہ مکرمہ میں خانۂ کعبہ کے مقابل دو پہاڑ ہیں جس کا نام صفا اور مروہ ہے یہ دونوں

پہاڑ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا

﴿۷۰﴾ (۲) اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ (البقرہ ۱۵۸)

بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں۔

جب حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ساتھ ان دونوں پہاڑوں کے قریب بحکمِ الٰہی قیام کیا تھا اس وقت یہ مقام سنگلاخ بیابان تھا نہ یہاں سبزہ تھا نہ پانی اور نہ کوئی کھانے پینے کا سامان تھا اس وقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بہت چھوٹے تھے پیاس کی شدت سے جب اُن کی حالت بہت خراب ہوگئی تو حضرت ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیتاب ہوکر پانی کے تلاش میں کوہ صفا پر تشریف لے گئیں وہاں بھی پانی نہ پایا تو اتر کر نشیب کے میدان میں دوڑتی ہوئی مروہ تک پہنچیں اس طرح سات مرتبہ آپ نے صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا تک چکر لگایا اللہ تعالیٰ نے وہاں پر غیب سے ایک چشمۂ زم زم نمودار فرمادیا اور ان کے صبر و اخلاص کی برکت سے ان کے اتباع میں ان دونوں پہاڑوں کے درمیان دوڑنے والوں کو مقبولِ بارگاہ کیا اور صفا مروہ کو دعا کے قبولیت کا مقام بنادیا حج اور عمرہ میں صفا و مروہ کی سعی یعنی صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا واجب وغیرہ وغیرہ ہے۔

(۱) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۲۳ "بَابُ مَا جَآءَ فِی السَّعِیِ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَة" صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کا بیان (کِتَابُ الْمَنَاسِك)

﴿۸۵﴾ اِبْنِ عُمَرَ یَقُوْلُ قَدِمَ النَّبِیُّ مَکَّۃَ فَطَافَ بِالْبَیْتِ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ سَعٰی بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَة

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ معظمہ میں تشریف لائے تو خانہ کعبہ کا طواف کرکے دو رکعت نماز پڑھی پھر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کیا۔

(۲) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۲۳ "بَابُ مَا جَآءَ فِی السَّعِیِ بَیْنَ الصَّفَا

وَالْمَرْوَة " صفااورمروہ کے درمیان سعی کرنے کا بیان(كِتَابُ الْمَنَاسِك)

﴿٨٦﴾قُلْتُ لِاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَكُنْتُمْ تَكْرَهُوْنَ السَّعِيَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ نَعَمْ لِاَنَّهَا كَانَتْ مِنْ شَعَائِرِ الْجَاهِلِيَّةِ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى "

حضرت عاصم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کیا آپ لوگ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنے کو ناپسند کرتے تھے؟ تو انھوں نے فرمایا ہاں: ہم لوگ صفا اور مروہ کی سعی کو ناپسند کرتے تھے اس لیے کہ وہ زمانۂ جاہلیت کی نشانیوں میں سے تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی"

﴿١٧﴾"اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ "

(البقرہ١٥٨)

بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کا پھیرے کرے اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے"۔

فائدہ :زمانۂ جاہلیت میں صفا اور مروہ پر اساف اور نائلہ نام کے دو بت رکھے ہوئے تھے کفار سعی کے درمیان ان دونوں بتوں پر تعظیماً ہاتھ پھیرتے تھے عہد اسلام میں یہ دونوں بت توڑ دیے گئے لیکن چونکہ کفار یہاں مشرکانہ فعل کرتے تھے اس لیے مسلمانوں کو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنا ناپسند ہوا اس وقت مذکورہ آیت میں انھیں اطمینان دلایا گیا کہ جس طرح خانۂ کعبہ کے اندر زمانۂ جاہلیت میں بت رکھے ہوئے تھے اب عہد اسلام میں بت ہٹا دیے گئے اور خانۂ کعبہ کا طواف درست رہا اور وہ شعائر دین سے رہا اسی طرح کفار کی بت پرستی سے صفا و مروہ کے شعائر دین ہونے میں کچھ فرق نہیں آیا،، اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ ،، بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں۔

﴿☆﴾﴿☆﴾﴿☆﴾﴿☆﴾﴿☆﴾

تابوتِ سکینہ

(۳) اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے جب اللہ تعالیٰ کے پیغمبر حضرت شموئیل علیہ السلام نے اپنی قوم کو مذہبِ حق کی دعوت دی اور انھیں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کا حکم دیا تو آپ کی قوم بنی اسرائیل نے جہاد کے لیے ایک بادشاہ مقرر کرنے کی فرمائش کی حضرت شموئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے طالوت کو بادشاہ بنایا اور اُس کے بادشاہت کی نشانی تابوتِ سکینہ بتایا قرآن مقدس نے اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا ہے۔

﴿۷۲﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْبَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكاً۔

اوران سے اُن کے نبی نے فرمایا بے شک اللہ نے طالوت کوتمہارا بادشاہ بنا کر بھیجا ہے۔ (پارہ۲البقرہ۲۴۷)

﴿۷۳﴾ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ آيَةَ مُلْكِهٖ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ آلُ مُوْسٰى وَآلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (پارہ۲البقرہ۲۴۸)

اور اُن سے ان کے نبی فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے گا تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ اور معزز ہارون کے ترکہ کی اٹھالائیں گے اس تابوت کو فرشتے بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لیے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔

☆ ☆ ☆ ☆

تابوت سکینہ میں کیا تھا

تابوتِ سکینہ تین ہاتھ لمبا اور دو ہاتھ چوڑا لکڑی کا ایک صندوق تھا اُس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ، اُن کی نعلینِ مبارک ، تھوڑا سامَن، توریت کی تختیوں کے چند ٹکڑے، اور حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ وغیرہ تھا جس سے قوم بنی اسرائیل کے دلوں کو تسکین رہتی تھی، وہ لوگ اس تابوت سکینہ کو جس لڑائی میں آگے کر کے اُس کے

واسطے سے دعا مانگتے کافروں پر فتح پاتے۔

﴿ حضرت یوسف علیہ السلام کے قمیص کی برکت ﴾

(۴) حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر میں جب اپنے بھائیوں سے یہ معلوم ہوا کہ اُن کی جدائی کے غم میں روتے روتے والدِ گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام کے آنکھوں کی بینائی جاتی رہی تو آپ نے اپنے بھائیوں کو اپنا ایک کُرتا عطا فرمایا جس کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا ہے۔

﴿۷۴﴾ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ اَجْمَعِيْنَ۔

میرا یہ کرتا لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو اُن کی آنکھیں کُھل جائیں گی اور اپنے سب گھر بھر کو میرے پاس لے آؤ۔

﴿۷۵﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ۔

اور جب قافلہ مصر سے جدا ہوا یہاں اُن کے باپ نے کہا بے شک میں یوسف کی خوشبو پاتا ہوں اگر مجھے یہ نہ کہو کہ سٹھ گیا ہے بیٹے بولے خدا کی قسم آپ اپنی اُسی پرانی خودرفتگی میں ہیں۔ (پارہ ۱۳ یوسف ۹۵،۹۴،۹۳)

﴿۷۶﴾ فَلَمَّا اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (پارہ ۱۳ سورہ یوسف ۹۵)

پھر جب خوشی سنانے والا آیا اُس نے وہ کُرتا یعقوب کے منہ پر ڈالا اُسی وقت اُن کی آنکھیں پھر آئیں کہا میں نہ کہتا تھا کہ مجھے اللہ کی وہ شانیں معلوم ہیں جو تم نہیں جانتے۔

فائدہ: حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ قمیص اگرچہ دوسری قمیصوں کی طرح کپڑے کی بنی ہوئی تھی مگر حضرت یوسف علیہ السلام کے جسم سے اس کی نسبت ہوگئی تو اللہ

تعالیٰ نے اپنے مقبول بندے کی عزت افزائی کے لیے اس میں یہ تاثیر پیدا کردیا جس سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی گئی ہوئی بینائی واپس آ گئی۔

فائدہ : آثار و تبرکات سے خیر و برکت کا ظہور ہوتا ہے، حاجت روائی ہوتی ہے، ان کے وسیلے سے دعائیں مقبول ہوتی ہیں۔

﴿ حضور کے تبرکات کا شرعی حکم ﴾

سوال : رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک، نعلین شریف، نقشِ پا اور دیگر تبرکات کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب : وہ چیزیں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے منسوب ہیں صحابۂ کرام اور تابعینِ عظام نے ہمیشہ اُن کی تعظیم کی ہیں اُن تبرکات کو محفوظ رکھا ہے اور اُن سے خیر و برکت حاصل کیا ہے مزید وضاحت کے لیے بخاری شریف کی چند روایتیں ملاحظہ ہوں۔

﴿ موئے مبارک ﴾

(۱) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۹ ''بَابُ الْمَاءِ الَّذِی یَغْسِلُ بِہٖ شَعَرَ الْاِنْسَان (کِتَابُ الْوُضُوء)

﴿۸۷﴾ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا حَلَقَ رَأسَہٗ کَانَ اَبُوْ طَلْحَۃَ مَنْ اَخَذَ مِنْ شَعْرِہٖ۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے سر کے بال شریف کو ترشوایا تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے وہ شخص تھے جنھوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کو حاصل کیا۔

(۲) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۷۵ ''بَابُ مَایُذْکَرُفِی الشَّیْب '' بوڑھاپے کا بیان (کِتَابُ اللِّبَاس)

﴿۸۸﴾ عَنْ عُثْمٰنَ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَوْھَبٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلیٰ اُمِّ سَلْمَۃَ فَاَخْرَجَتْ اِلَیْنَا شَعْراً مِّنْ شَعْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَخْضُوْباً۔

حضرت عثمان بن عبداللہ بن مواہب فرماتے ہیں کہ میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو انھوں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی ہمیں زیارت کرائی اس پر خضاب کا اثر تھا۔

(۳) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۹ ''بَابُ الْمَاءِ الَّذِی یَغْسِلُ بِهٖ شَعَرَ الْاِنْسَانِ'' (کِتَابُ الْوُضُوْءِ)

﴿۸۹﴾ عَنْ اِبْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ قُلْتُ لِعُبَیْدَةَ عِنْدَنَا مِنْ شَعْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَصَبْنَاهُ مِنْ قِبَلِ اَنَسٍ اَوْ مِنْ اَهْلِ اَنَسٍ فَقَالَ لَاَنْ تَکُوْنَ عِنْدِیْ شَعْرَةٌ مِّنْهُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا وَمَافِیْهَا۔

حضرت ابن سیرین فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کچھ موئے مبارک ہیں جس کو ہم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا اُن کے گھر والوں سے حاصل کیا ہے تو حضرت عبیدہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک موئے مبارک میرے پاس ہونا یہ مجھے دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے زیادہ محبوب ہے۔

(۴) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۷۵ ''بَابُ مَایُذْکَرُفِی الشَّیْبِ'' بوڑھاپے کا بیان (کِتَابُ اللِّبَاسِ)

﴿۹۰﴾ عَنْ عُثْمٰنَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ اَرْسَلَنِیْ اَهْلِیْ اِلٰی اُمِّ سَلْمَةَ بِقَدْحٍ مِنْ مَاءٍ وَقَبَضَ اِسْرَائِیْلُ ثَلٰثَ اَصَابِعَ مِنْ قُصَّه فِیْهِ شَعَرٌ مِنْ شَعَرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَانَ اِذَا اَصَابَ الْاِنْسَانَ عَیْنٌ اَوْشَیْءٌ بَعَثَ اِلَیْهَا مِخْضَبَةً فَاطَّلَعْتُ فِی الْحَجْلِ فَرَاَیْتُ شَعَرَاتٍ حُمْراً۔

حضرت عثمان بن عبداللہ بن مَوہب فرماتے ہیں کہ مجھ کو میرے گھر والوں نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں ایک پیالہ پانی دے کر بھیجا حضرت اسرائیل نے تین انگلیوں کو ملا کر بتایا کہ یہ چھوٹا سا چاندی کا پیالہ تھا جس میں نبی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے جب کسی آدمی کو نظر لگ جاتی یا اور کوئی بیماری ہوتی تو وہ اپنے پانی کا برتن ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیج دیتا (تاکہ موئے مبارک کا پانی مریض کو شفا کے لیے پلایا جائے) حضرت عثمان فرماتے ہیں کہ میں نے اُس برتن میں جھانک کر دیکھا تو مجھے سرخ رنگ کے چند بال دکھائی دیے۔

فائدہ :اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک میں مریضوں کے لیے شفا ہے یہی وجہ ہے کہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کو محفوظ رکھا تھا اور مریض اس موئے مبارک کی برکت سے شفایاب ہوتے تھے۔

﴿حضور کا پیالہ شریف﴾

(۵) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۹۱ ''باب ماذکر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' (کِتَابُ الْاِعْتِصَام)

﴿۹۱﴾ عَنْ اَبِی بُرْدَہ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِیْنَۃَ فَلَقِیَنِی عَبْدُاللّٰہِ بْنُ سَلامٍ فَقَالَ لِی اِنْطَلِقْ اِلَی الْمَنْزِلِ فَاَسْقِیَکَ فِی قَدْحٍ شَرِبَ فِیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ تُصَلِّی فِی مَسْجِدٍ صَلّٰی فِیْہِ النَّبِیّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَہٗ فَسَقَانِی سَوِیْقاً وَاَطْعَمَنِیْ تَمْراً وَصَلَّیْتُ فِی مَسْجِدِہٖ۔

حضرت ابو بردہ فرماتے ہیں کہ جب میں مدینہ منورہ آیا تو عبداللہ ابن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ سے ملاقات کیا اور فرمایا میرے ساتھ گھر چلیں میں آپ کو اس پیالہ میں پلاؤں گا جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیا ہے اور آپ اُس مقام پر نماز بھی پڑھ لیں گے جہاں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے، میں ان کے ساتھ گیا انھوں نے مجھ کو ستو پلایا اور کھجور کھلایا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ پر نماز بھی پڑھی۔

﴿حضور کا تہبند شریف﴾

(۶) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۶۵ ''بَابُ الْاَکْسِیَۃِ وَالْخَمَآئِصِ '' (کِتَابُ اللِّبَاس)

﴿۹۲﴾ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ قَالَ اَخْرَجَتْ اِلَیْنَا عَائِشَۃُ کِسَاءً وَاِزَاراً غَلِیْظاً فَقَالَتْ قُبِضَ رُوْحُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذَیْنِ۔

حضرت ابو بردہ روایت فرماتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک رضائی یا کمبل اور ایک موٹا تہبند نکال کر ہمیں دکھایا اور فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا انہیں دونوں کپڑوں میں وصال ہوا۔

﴿تہبند شریف کفن کے لیے دینا﴾

(۷) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۶۷ ''بَابُ مَایُسْتَحَبُّ اَنْ یُّغْسَلَ وِتْرًا '' میت کو طاق مرتبہ غسل دینا (کِتَابُ الْجَنَائِزْ)

﴿۹۳﴾ عَنْ اُمِّ عَطِیَّۃَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْسِلُ ابْنَتَہٗ فَقَالَ اِغْسِلْنَھَا ثَلٰثًا اَوْخَمْسًا اَوْاَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ بِمَاءٍ وَّسِدرٍ وَّاجْعَلْنَ فِی الْاٰخِرَۃِ کَافُوْرًا فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِیْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاہُ فَاَلْقٰی اِلَیْنَا حَقْوَہٗ فَقَالَ اَشْعِرْنَھَا اِیَّاہُ۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے جس وقت ہم ان کی صاحبزادی (مرحومہ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو غسل دے رہی تھیں حضور نے ارشاد فرمایا اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ اور اگر ضرورت سمجھو تو اس سے بھی زیادہ مرتبہ پانی اور بیری سے غسل دو اور آخر میں کافور ملالو اور جب تم فارغ ہو جاؤ مجھے خبر دینا فرماتی ہیں جب ہم غسل دے چکیں اور آپ کو خبر دیا تو آپ نے اپنا تہبند شریف ہماری طرف پھینک دیا اور فرمایا اسے جسم پر لپیٹ دینا۔

﴿ تہبند شریف برائے کفن مانگنا ﴾

(۸) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۷۰ بَابُ مَنِ اسْتَعَدَّ الْكَفَنَ فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے میں اپنا کفن تیار کرنے کا بیان (كِتَابُ الْجَنَائِزْ)

﴿۹۴﴾ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اِنَّ امْرَأَةً جَائَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ مَنْسُوْجَةٍ فِيْهَا حَاشِيَتَانِ تَدْرُوْنَ مَاالْبُرْدَةُ؟

فَالُوْا الشَّمْلَةُ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ نَسَجْتُهَا بِيَدَيْ فَجِئْتُ لِاَكْسُوَكَهَا فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا فَخَرَجَ اِلَيْنَا وَاِنَّهَا اِزَارُهُ فَحَسَّنَهَا فُلَانٌ فَقَالَ اُكْسُنِيْهَا مَااَحْسَنَهَا

فَقَالَ الْقَوْمُ مَااَحْسَنْتَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا ثُمَّ سَأَلْتَهُ وَعَلِمْتَ اَنَّهُ لَايَرُدُّ قَالَ اِنِّيْ وَاللّٰهِ مَاسَأَلْتُهُ لِاَلْبَسَهُ وَاِنَّمَا سَأَلْتُهُ لِتَكُوْنَ كَفَنِيْ، قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهُ۔

حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک خاتون نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نہایت خوبصورت حاشیہ دار چادر اپنے ہاتھ سے بُن کر پیش کیا راوی نے کہا تم لوگ جانتے ہو وہ چادر کیسی تھی؟

لوگوں نے جواب دیا: شملہ: حضرت سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں شملہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس وقت اُس چادر کی ضرورت تھی آپ نے اس کو قبول فرمالیا پھر اس چادر کو تہبند کے طور پہ پہنے ہوئے ہمارے درمیان تشریف فرما ہوئے اتنے میں ایک صحابی (حضرت عبدالرحمن ابن عوف یا حضرت سعد ابن ابووقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے تعریف کرتے ہوئے آپ سے اُس چادر کو مانگ لیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انھیں وہ تہبند عطا فرمادیا۔

صحابۂ کرام نے انہیں ملامت کی کہ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

پاس اِس اِزار کے علاوہ کوئی دوسرا تہبند نہ تھا اور آپ جانتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کبھی کسی سائل کے سوال کو رد نہیں فرماتے ہیں پھر آپ نے کیوں مانگ لیا؟

انہوں نے کہا قسم خدا کی میں نے اس تہبند کو پہننے کے لیے نہیں مانگا ہے بلکہ اس لیے مانگا ہے تاکہ میں اس تہبند میں کفن دیا جاؤں حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں آخر وہ اسی تہبند میں کفن دیئے گئے۔

﴿ نعلین پاک ﴾

(۹) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۷۱ ''بَابُ لَایَمْشِیْ فِی نَعْلٍ وَاحِدٍ'' ایک جوتا پہن کر کوئی نہ چلے (کِتَابُ اللِّبَاس)

﴿۹۵﴾ قَالَ اَخْرَجَ اِلَیْنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ بِنَعْلَیْنِ لَهُمَا قُبَالَانِ فَقَالَ ثَابِتُ الْبُنَانِیْ هٰذِهٖ نَعْلُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت عیسیٰ بن طہمان فرماتے ہیں کہ حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو نعلین شریف ہمارے پاس لے کر آئے ہر ایک نعل شریف میں دو تسمے تھے تو حضرت ثابت بنانی نے فرمایا یہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعل مبارک ہے۔

﴿ مقدس پسینے کو خوشبو میں ملانا ﴾

حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم اطہر کا پسینہ اور موئے مبارک خوشبو کے لیے جمع فرمایا اور صحابیِ رسول نے اس پسینہ مبارکہ کو اپنے کفن میں لگانے کی وصیت کی۔

(۱۰) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۲۹ '' بَابُ مَنْ زَارَ قَوْماً فَقَالَ عِنْدَهُمْ '' (کِتَابُ الْاِسْتِیْذَان)

﴿۹۶﴾ اِنَّ اُمَّ سُلَیْم کَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نِطَعاً فَیَقِیْلُ عِنْدَهَا عَلیٰ ذٰلِكَ النِّطْعِ فَاِذَا نَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَتْ مِنْ عَرَقِهٖ وَشَعْرِهٖ فَجَمَعَتْهُ فِیْ قَارُوْرَةٍ ثُمَّ جَمَعَتْهُ فِیْ سُكٍّ قَالَ فَلَمَّا

حَضَرَ اَنَسَ بْنِ مَالِكٍ الْوَفَاةُ اَوْصٰی اَنْ یُجْعَلَ فِیْ حَنُوْطِهٖ مِنْ ذٰلِكَ السُّكِّ قَالَ فَجَعَلَ فِیْ حَنُوْطِهٖ۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے ایک چمڑے کا بستر بچھاتیں جس پر حضور آرام فرماتے جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوجاتے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے جسم اطہر کا پسینہ اور موئے مبارک لے کر ایک شیشی میں جمع فرماتیں اور اس کو خوشبو میں ملاتیں راوی فرماتے ہیں کہ جب حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قریب المرگ ہوئے تو آپ نے وصیت کی کہ ان کے کفن پر وہی خوشبو لگائی جائے جس خوشبو میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا موئے مبارک اور پسینہ شریف جمع ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد ان کے کفن پر وہی خوشبو لگائی گئی۔

﴿ حضور کا مقدس لُعاب دہن ﴾

(۱۱) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۰۵ ''بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِی الْاِسْلَامِ'' اسلام میں نبوت کی نشانیوں کا بیان (کِتَابُ الْمَنَاقِبْ)

﴿۹۷﴾ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنَّا یَوْمَ الْحُدَیْبِیَّةِ اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِأَةً وَالْحُدَیْبِیَّةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَا حَتّٰی لَمْ نَتْرُكْ فِیْهَا قَطْرَةً فَجَلَسَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی شَفِیْرِ الْبِیْرِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَجَّ فِی الْبِیْرِ فَمَكَثْنَا غَیْرَ بَعِیْدٍ ثُمَّ اسْتَقَیْنَا حَتّٰی رَأَیْنَا وَرَدَتْ اَوْ صَدَرَتْ رِكَابُنَا۔

حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ میں چودہ سو آدمی تھے حدیبیہ ایک کنواں کا نام ہے ہم نے اُس کنواں کا سارا پانی نکال لیا یہاں تک کہ کچھ بھی پانی اُس کنواں میں باقی نہ رہا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کنواں کی مینڈھ پر تشریف لائے اور تھوڑا سا پانی منگوایا پھر آپ نے کلی کیا اور کلی کیا ہوا پانی کنواں میں ڈال دیا تھوڑی دیر نہیں گذری کہ کنواں پانی سے بھر گیا اور ہم لوگوں نے خوب سیر ہو کر

پانی پیا اور ہمارے اونٹ بھی خوب سیراب ہو کر لوٹے۔

(۱۲) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۵۵ بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ رسول اللہ اور آپ کے اصحاب کا مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا بیان (بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ) تعمیرِ کعبہ کا بیان

﴿۹۸﴾ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ جب میرے بیٹے عبد اللہ ابن زبیر کی پیدائش ہوئی تو میں ان کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔

فَوَضَعْتُهُ فِيْ حَجْرِهٖ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِيْ فِيْهِ فَكَانَ اَوَّلُ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهُ رِيْقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

فرماتی ہیں کہ، میں نے عبد اللہ ابن زبیر کو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گود میں رکھ دیا تو آپ نے ایک چھوہارا منگا کر چبایا اور عبد اللہ ابن زبیر کے منہ میں ڈال دیا تو پہلی وہ چیز جو ان کے منہ میں داخل ہوئی وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لعابِ دہن تھا۔

﴿ حضور کے نماز پڑھنے کی جگہ کو مصلیٰ بنانا ﴾

(۱۳) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۷۲ "بَابُ الصَّلٰوةِ اِلَى الْاُسْطُوَانَةِ" ستون کی آڑ میں نماز پڑھنے کا بیان (كِتَابُ الصَّلٰوةِ)

﴿۹۹﴾ حضرت یزید ابن عبید فرماتے ہیں كُنْتُ آتِيْ مَعَ سَلْمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ فَيُصَلِّيْ عِنْدَ الْاُسْطُوَانَةِ الَّتِيْ عِنْدَ الْمُصْحَفِ فَقُلْتُ يَا اَبَامُسْلِمٍ اَرَاكَ تَتَحَرَّى الصَّلٰوةَ عِنْدَ هٰذِهِ الْاُسْطُوَانَةِ قَالَ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى الصَّلٰوةَ عِنْدَهَا۔

(حضرت یزید ابن عبید فرماتے ہیں) میں حضرت سلمہ ابن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ (مسجد نبوی میں) حاضر ہوتا تھا تو وہ اس ستون کے پاس نماز پڑھا کرتے جہاں مصحف (یعنی قرآن شریف) رکھا رہتا میں نے اُن سے پوچھا کہ اے ابومسلم! میں دیکھتا

ہوں کہ آپ کوشش کر کے قصداً اُس ستون کے پاس نماز پڑھا کرتے ہیں؟
انھوں نے بتایا کہ میں نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قصداً اس ستون کے پاس نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

﴿ جائے نماز کی تلاش ﴾

(۱۴) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۶۹ بَابُ الْمَسَاجِدِ الَّتِیْ عَلیٰ طُرُقِ الْمَدِیْنَةِ وَالْمَوَاضِعِ الَّتِیْ صَلیّٰ فِیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُن مسجدوں کا بیان جو مدینہ منورہ کے راستوں پر واقع ہے اور ان مقامات کا بیان جہاں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نمازیں پڑھی ہیں (کِتَابُ الصَّلٰوۃِ)

﴿۱۰۰﴾ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسیٰ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ رَاَیْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ یَتَحَرّٰی اَمَاکِنَ مِنَ الطَّرِیْقِ فَیُصَلِّیْ فِیْهَا وَیُحَدِّثُ اَنَّ اَبَاهُ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْهَا وَاَنَّهُ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ تِلْکَ الْاَمْکِنَةِ۔

حضرت موسیٰ ابن عقبہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سالم ابن عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما کو دیکھا کہ وہ (مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے) راستوں میں کئی جگہوں کو تلاش کر کے وہاں نماز پڑھتے اور بیان فرماتے کہ ان کے والدِ گرامی بھی وہاں نماز پڑھا کرتے تھے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان جگہوں پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔

(۱۵) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۹۱ "باب ما ذکر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (کِتَابُ الْاِعْتِصَام)

﴿۱۰۱﴾ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِیْنَةَ فَلَقِیَنِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ لِیْ اِنْطَلِقْ اِلَی الْمَنْزِلِ فَاَسْقِیَکَ فِیْ قَدَحٍ شَرِبَ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَتُصَلِّیْ فِیْ مَسْجِدٍ صَلّٰی فِیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ فَسَقَانِیْ سَوِیْقاً وَاَطْعَمَنِیْ تَمْراً وَصَلَّیْتُ فِیْ مَسْجِدِهٖ

حضرت ابو بردہ روایت فرماتے ہیں کہ جب میں مدینہ منورہ آیا تو عبد اللہ ابن سلام رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مجھ سے ملاقات کیا اور فرمایا میرے ساتھ گھر چلیں میں آپ کو اس پیالہ میں پلاؤں گا جس میں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پیا ہے اور آپ اُس مقام پر نماز بھی پڑھ لیں گے جہاں نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے میں ان کے ساتھ گیا تو انھوں نے مجھ کو ستو پلایا اور کھجور کھلایا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ پر نماز بھی پڑھی۔

﴿حضور کا غسالہ شریف﴾

(۱۶) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۷۱ "بَابُ الْقُبَّةِ الْحَمْراءِ مِنْ اَدَمٍ چمڑے کے سُرخ قبے کا بیان (کِتَابُ اللِّبَاس)

﴿۱۰۲﴾ اَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِیْ قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ اَدَمٍ وَرَأَيْتُ بِلَالًا اَخَذَ وَضُوْءَ النَّبِیِّ صَلَی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يَبْتَدِرُوْنَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ اَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهٖ وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ اَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهٖ۔

حضرت ابو جُحیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ چمڑے کے سُرخ قبے میں تشریف فرما تھے اور میں نے حضرت بلال کو دیکھا کہ انھوں نے حضور کے وضو کا استعمال کیا ہوا پانی (ایک برتن میں) لیا۔ لوگ اس پانی کی طرف دوڑ پڑے تو جس کو اس پانی میں سے کچھ حاصل ہو گیا اس نے (اپنے چہرے وغیرہ پر) مل لیا اور جو حاصل نہ کر سکا تو اس نے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے تری لے لی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

﴿حضور کے دست مبارک کی برکت﴾

(۱۷) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۵۰۵ "بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ" نبوت کی علامتوں کا بیان (کِتَابُ الْمَنَاقِبْ)

﴿۱۰۳﴾عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَآءُ فَقَالَ اُطْلُبُوْا فُضْلَةً مِّنْ مَاءٍ فَجَآءُ وْا بِاِنَاءٍ فِيْهِ مَاءٌ قَلِيْلٌ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الطُّهُوْرِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرْكَةُ مِنَ اللّٰهِ فَلَقَدْ رَاَيْتُ الْمَاءَ يَنْبَعُ مِنْ بَيْنَ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے پانی ختم ہو چکا تھا حضور نے ارشاد فرمایا بچا ہوا کچھ پانی تلاش کر کے لاؤ تو لوگ ایک برتن لے کر آئے جس میں بہت تھوڑا سا پانی تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ اس برتن میں ڈال دیا اور فرمایا برکت والے پانی کی طرف آؤ اور یہ برکت اللہ کی طرف سے ہے (حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ) بے شک میں نے دیکھا کہ پانی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان سے ابل رہا ہے۔

﴿ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ کہنے کا حکم ﴾

سوال : رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال فرمانے کے بعد یارسول اللہ ...یانبی اللہ ... یاحبیب اللہ کہنا اور لکھنا کیسا ہے؟

جواب : یارسول اللہ ...یانبی اللہ ... وغیرہ کہنا جائز و مستحب ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۶۶ ''بَابُ الدُّخُوْلِ عَلَى الْمَيِّتِ بَعْدَ الْمَوْتِ اِذَا اُدْرِجَ فِيْ اَكْفَانِهٖ'' میت کو کفنانے کے بعد اُس کی زیارت کو جانا (كِتَابُ الْجَنَائِزِ)

﴿۱۰۴﴾اَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍ عَلٰى فَرَسِهٖ مِنْ مَسْكَنِهٖ بِالسُّخِ حَتّٰى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَتَيَمَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مُسَجّٰی بِبُرْدِ حِبَرَۃٍ فَکَشَفَ عَنْ وَجْھِہٖ ثُمَّ اَکَبَّ عَلَیْہِ فَقَبَّلَہٗ ثُمَّ بَکٰی فَقَالَ بِاَبِیْ اَنْتَ یَانَبِیَّ اللّٰہِ الخ۔

حضرت ابوسلمہ فرماتے ہیں کہ مجھے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار اپنے سخ والے گھر سے تشریف لائے اور اتر کر مسجد نبوی میں گئے آپ نے کسی سے گفتگو نہیں کیا پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرۂ مبارکہ میں داخل ہوئے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھنے لگے اس وقت حضور کو ایک لکیر دار یمنی چادر اوڑھایا گیا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے چادر ہٹائی آپ کے اوپر جھکے اور آپ کے چہرۂ مبارکہ کا بوسہ لیا پھر رو پڑے اور کہنے لگے یا نبی اللہ میرے باپ آپ پر قربان ہوں۔

+☆+☆+☆+☆+

﴿ درود شریف کا بیان ﴾

سوال : اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں ارشاد فرمایا

﴿۷۷﴾ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ (پارہ ۲۲/الاحزاب ۵۶)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم پر۔

آیتِ کریمہ کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کے درود پڑھنے کا معنی و مفہوم کیا ہے؟

جواب : اللہ تعالیٰ کے درود بھیجنے کا مطلب اپنے محبوب پیغمبر پر رحمت بھیجنا یا فرشتوں کی جماعت میں اُن کی تعریف کرنا ہوتا ہے۔

﴿ فرشتوں کے درود بھیجنے کا مطلب ﴾

فرشتوں کے درود بھیجنے کا مطلب اللہ تعالیٰ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے درجات کی بلندی طلب کرنا ہے اور مومنین پر درود بھجنے کا مطلب ان کے لیے دعائے

مغفرت ہے۔

﴿۷۸﴾ وَالْمَلٰئِکَةُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْض

(پارہ ۲۵، رع ۲؍الشوریٰ ۵)

اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور زمین والوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۶۳ ''بَابُ الْحَدَثِ فِی الْمَسْجِدِ'' مسجد میں وضو ٹوٹنے کا بیان (کِتَابُ الْاِیْمَان)

﴿۱۰۵﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَلٰٓئِکَةَ تُصَلِّیْ عَلٰی اَحَدِکُمْ مَادَامَ فِیْ مُصَلَّاہُ الَّذِیْ صَلّٰی فِیْهِ مَالَمْ یُحْدِثْ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهٗ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْه۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فرشتے دعا کرتے ہیں تم میں سے اس شخص پر جو اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہے جب تک اسے حدث نہ ہو فرشتے عرض کرتے ہیں یا اللہ اس کو بخش دے یا اللہ اس پر رحم فرما۔

﴿ مومنوں کے درود پڑھنے کا مطلب ﴾

سوال : اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا

﴿۷۹﴾ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (پارہ ۲۲، الاحزاب ۵۶)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم پر اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام عرض کیا کرو۔

اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے مطابق جو درود شریف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر مومنین پڑھتے ہیں اس کا مطلب کیا ہے؟

جواب : مسلمانوں کا درود پڑھنا گویا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ عریضہ پیش کرنا ہے

کہ اے اللہ! ہم شانِ رسالت کو کما حقہ جاننے اور انکا حق ادا کرنے سے عاجز ہیں اس لیے ہماری عاجزی کو قبول فرما اور ہماری طرف سے اپنے محبوب کی شان کے مطابق ان پر درود بھیج۔

اسی وجہ سے مسلمان پڑھتے ہیں... اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن اے اللہ تو ہی درود بھیج دے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور ان کی آل واولاد پر اور ان کے تمام اصحاب پر۔

﴿ بخاری شریف سے منتخب درود شریف ﴾

سوال : بخاری شریف سے منتخب کوئی درود شریف بتائیں؟

جواب : بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۷۷ (کِتَابُ الْاَنْبِیَاء) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۴۰ ”بَابُ الصَّلٰوۃِ عَلَی النَّبِی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ“ ”نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا بیان“ (کِتَابُ الدَّعْوَات)

﴿۱۰۶﴾ قَالَ لَقِیَنِیْ کَعْبُ بْنُ عُجْرَۃَ فَقَالَ اَلَا اُھْدِیْ لَکَ ھَدِیَّۃً سَمِعْتُھَا مِنَ النَّبِی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلٰی فَاھْدِھَا لِیْ فَقَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ! کَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْعَلَّمَنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ ؟ قَالَ: قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَابَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ۔

حضرت عبد الرحمٰن ابن ابو لیلیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت کعب ابن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے ملے اور کہنے لگے میں تم کو ایک تحفہ نہ دوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے میں نے کہا ضرور عنایت فرمائیں انھوں نے کہا کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ! آپ پر سلام پڑھنا

تو ہم کو معلوم ہو گیا مگر ہم آپ پر اور آپ کے اہلِ بیت پر درود کیسے پڑھیں حضور نے ارشاد فرمایا یوں پڑھا کرو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْد اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْد۔

اے اللہ! درود بھیج حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل پر جس طرح تو نے درود بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تو سراہا ہوا بزرگ ہے اے اللہ! برکت نازل فرما حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل پر جس طرح تو نے برکت نازل کی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تو سراہا ہوا بزرگ ہے۔

﴿ درود کے ساتھ سلام کا حکم ﴾

سوال : اس درود کے علاوہ کوئی دوسرا درود پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب : اس درود شریف کو بھی پڑھیں اس کے علاوہ بخاری شریف اور دیگر حدیث کی کتابوں میں جو درود شریف کی دوسری روایتیں ہیں اُن کو بھی پڑھا کریں تا کہ دوسری روایتوں پر بھی عمل ہوتا رہے اور حکمِ الٰہی کی مکمل تکمیل ہو سکے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آیتِ مذکورہ میں درود شریف کے ساتھ سلام بھی پڑھنے کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿۸۰﴾ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا (پارہ۲۲سورہ الاحزاب ۵۶)

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی مکرم پر اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو اور خوب سلام عرض کیا کرو۔

﴿ درود شریف کی دوسری روایتیں ﴾

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۴۱ "بَابُ هَلْ یُصَلِّیْ عَلیٰ غَیْرِ النَّبی صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ" کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کسی اور پر درود بھیج سکتے ہیں؟ (کِتَابُ الدَّعوٰات)

﴿۱۰۷﴾ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَمِیْد السَّاعِدِیْ اَنَّهُمْ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰه کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَاصَلَّیْتَ عَلیٰ آلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلیٰ آل اِبْراهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد۔

ہم سے حدیث بیان کیا حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم لوگ آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یوں کہا کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَاصَلَّیْتَ عَلیٰ آلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَابَارَکْتَ عَلیٰ آل اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْد۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۴۰ "بَابُ الصَّلوٰةِ عَلَی النَّبی صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ" نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا باب (کِتَابُ الدَّعوٰات)

﴿۱۰۸﴾ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ قَالَ قُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا السَّلَامُ عَلَیْكَ فَقَدْ عَلِمْنَا فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ کَمَاصَلَّیْتَ عَلیٰ آلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ کَمَابَارَکْتَ عَلیٰ اِبْرَاهِیْمَ وَآلِ اِبْرَاهِیْمَ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ پر سلام بھیجنا تو ہم کو معلوم ہو گیا (تشہد میں پڑھنے کا

یہ طریقہ (اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ) لیکن آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ حضور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا یوں پڑھا کرو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِ مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ کَمَا صَلَّیْتَ عَلیٰ آلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ کَمَابَارَکْتَ عَلیٰ اِبْرَاھِیْمَ وَآلِ اِبْرٰھِیْم۔

﴿ صلعم، ص، عم، ع، لکھنے کا حکم ﴾

سوال : رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک کے بعد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھنے کے بجائے صلعم، ص، عم، ع، لکھنا کیسا ہے؟

جواب : رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک کے بعد ہمیشہ پورا درود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھنا ضروری ہے صلعم، ص، عم، ع، لکھنا سخت محرومی اور جہالت ہے، کہا گیا ہے "اَلْقَلَمُ اَحَدُاللِّسَانَیْن" "قلم دو زبانوں میں سے ایک زبان ہے" جس طرح زبان سے اِن الفاظ کو پڑھنے سے درود پڑھنا نہیں کہا جائے گا اسی طرح ان الفاظ کو لکھنے سے بھی درود لکھنے کا حق ادا نہیں ہوگا بلکہ خطرہ ہے کہ ایسا کرنے والے کہیں اس حکم کے تحت گرفتارِ بلا نہ ہو جائیں۔

﴿۸۱﴾ فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَھُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ (پارہ ۱ البقرہ ۵۹)

تو ظالموں نے اور بات بدل دی جو فرمائی گئی تھی اس کے سوا تو ہم نے آسمان سے اُن پر عذاب اتارا بدلہ اُن کے بے حکمی کا۔

﴿ غیر نبی پر درود بھیجنا ﴾

سوال : اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر درود و سلام بھیجنا کیسا ہے؟

جواب : اللہ و رسول اور اس کے مقدس فرشتے نیک اور محبوب بندوں پر درود و سلام بھیجتے ہیں چنانچہ قرآن پاک میں ہے۔

﴿۸۲﴾ ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰئِکَتُہٗ لِیُخْرِجَکُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی

النُّوْرِ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْماً (پارہ۲۲ الاحزاب ۴۳)

وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمھیں اندھیروں سے اجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔

﴿۸۳﴾ وَالْمَلٰئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ (پارہ ۲۵ ر ع ۲ ر الشوریٰ ۵)

اور فرشتے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور زمین والوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۶۳ بَابُ الْحَدَثِ فِي الْمَسْجِدِ (كِتَابُ الْاِيْمَان)

﴿۱۰۹﴾ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمَلَآئِكَةَ تُصَلِّيْ عَلىٰ اَحَدِكُمْ مَادَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ مَالَمْ يُحْدِثْ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا فرشتے دعا کرتے ہیں تم میں سے اس شخص پر جو اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہے جب تک اسے حدث نہ ہو فرشتے عرض کرتے ہیں یا اللہ اس کو بخش دے یا اللہ اس پر رحم فرما۔

﴿۸۴﴾ خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۔ (پارہ ۱۱ التوبہ ۱۰۳)

اے محبوب ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انھیں ستھرا اور پاکیزہ کردو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۲۰۳ "بَابُ صَلٰوةِ الْاِمَامِ وَدُعَائِهٖ لِصَاحِبِ الصَّدَقَةِ امام کا درود بھیجنا اور دعا کرنا صدقہ کرنے والوں کے لیے (كِتَابُ الزَّكٰوةِ) جلد

دوم صفحہ ۹۳۷ بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالیٰ وَصَلِّ عَلَیْہِمْ (کِتَابُ الدَّعْوٰتِ) جلد دوم صفحہ ۹۴۱ "بَابُ هَلْ یُصَلِّیْ عَلیٰ غَیْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" کیا رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کسی اور پر درود بھیج سکتے ہیں (کِتَابُ الدَّعْوٰتِ)

﴿۱۱۰﴾ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفیٰ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاہُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِہِمْ قَالَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ آلِ فُلَانٍ فَاَتَاہُ اَبِیْ بِصَدَقَتِہٖ فَقَالَ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ آلِ اَبِیْ اَوْفیٰ۔

حضرت عبداللہ ابن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ جب کوئی قوم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس اپنا صدقہ لے کر آتی تو آپ ارشاد فرماتے اے اللہ فلاں کی اولاد پر رحمت نازل فرما پھر میرے والد گرامی اپنا صدقہ لے کر حاضر خدمت ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے اللہ ابواوفی کی آل و اولاد پر رحمت نازل فرما۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۴۷۷ (کِتَابُ الْاَنْبِیَاءِ) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۴۰ "بَابُ الصَّلوٰۃِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کا بیان (کِتَابُ الدَّعْوَاتِ)

﴿۱۱۱﴾ قَالَ لَقِیَنِیْ کَعْبُ بْنُ عُجْرَۃَ فَقَالَ اَلَا اُھْدِیْ لَکَ ھَدِیَّۃً سَمِعْتُھَا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلیٰ فَاھْدِھَا لِیْ فَقَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ الصَّلوٰۃُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ فَاِنَّ اللّٰہَ قَدْ عَلَّمَنَا کَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْکَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلیٰ اِبْرَاھِیْمَ وَعَلیٰ آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلیٰ اِبْرَاھِیْمَ وَعَلیٰ آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ۔

حضرت عبدالرحمٰن ابن ابولیلیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت کعب ابن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ مجھ سے ملے اور کہنے لگے میں تم کوایک تحفہ نہ دوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ میں نے کہا ضرور عنایت فرمائیں انھوں نے کہا کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ پر سلام پڑھنا تو ہم کو معلوم ہو گیا مگر ہم آپ پر اور آپ کے اہل بیت پر درود کیسے پڑھیں حضور نے ارشاد فرمایا یوں پڑھا کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٌ وَّعَلیٰ آل مُحَمَّدٍ کَمَاصَلَّیْتَ عَلیٰ اِبْرَاھِیْمَ وَعَلیٰ آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْد اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلیٰ مُحَمَّدٌ وَّ عَلیٰ آلِ مُحَمَّدٍ کَمَابَارَکْتَ عَلیٰ اِبْرَاھِیْم وَعَلیٰ آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْد۔

یا اللہ! درود بھیج محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل پر، جس طرح تو نے درود بھیجا ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر، بے شک تو سراہا ہوا بزرگ ہے اے اللہ! برکت نازل فرما محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل پر، جس طرح تو نے برکت نازل کی ابراہیم علیہ السلام پر اور ابراہیم علیہ السلام کی آل پر بے شک تو سراہا ہوا بزرگ ہے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۴۱ بَابُ ھَلْ یُصَلّٰی عَلیٰ غَیْرِ النَّبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کیا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کسی اور پر درود بھیج سکتے ہیں؟ (کِتَابُ الدَّعوٰات)

﴿۱۱۲﴾ اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَمِیْد السَّاعِدِیْ اَنَّھُمْ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہ کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ۔

حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم سے حدیث بیان کیا کہ صحابہ کرام نے حضور سے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ہم لوگ آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ حضور نے ارشاد فرمایا یوں پڑھا کرو

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلیٰ آلِ اِبْرَاھِیْمَ

وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

مذکورہ آیات کریمہ اور دونوں حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے بعد انبیاے کرام، اولیاے عظام، بزرگانِ دین، محدثین و مفسرین پر درود و سلام پڑھنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ قرآن و حدیث کے مطابق مستحسن اور باعثِ اجر و ثواب ہے۔

﴿ زندوں اور مُردوں کو سلام ﴾

سوال : زندوں اور مردوں پر جو ہم سلام بھیجتے ہیں کیا وہ سلام اُن سب تک پہنچ جاتا ہے؟

جواب : بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۲۰،۹۲۱ بابُ السَّلَامِ اِسْمٌ مِنْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰی سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے (کتابُ الْاِسْتِیْذَان)

﴿۱۱۳﴾ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ قِبَلَ عِبَادِهٖ اَلسَّلَامُ عَلٰى جِبْرَئِيْلَ اَلسَّلَامُ عَلٰى مِيْكَائِيْلَ اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَاِذَا جَلَسَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَقُلْ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے تو یوں کہتے اللہ تعالیٰ پر سلام ہو اس کے بندوں کی طرف سے، سلام ہو حضرت جبرئیل پر، سلام ہو حضرت میکائیل پر، سلام ہو فلاں پر، جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے اور اپنا چہرۂ مبارکہ ہماری طرف پھیرا تو آپ نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ سلام ہے (یعنی سلامتی دینے والا ہے لہٰذا یوں نہ کہو اللہ پر سلام ہو)

بلکہ جب تم میں سے کوئی نماز میں بیٹھے تو یہ پڑھے۔

''اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ۔

تمام تحیتیں نمازیں اور پاکیزگیاں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اے نبی آپ پر سلام ہو اللہ کی رحمت نازل ہو اور برکتیں سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر

فَاِنَّہٗ اِذَا قَالَ ذٰلِكَ اَصَابَ کُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِی السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ

جب تم نے ایسا کہا تو اللہ تعالیٰ کے ہر نیک بندے کو زمین میں ہو یا آسمان میں تمہارا سلام پہنچ جائے گا۔

﴿ قیاس و اجتھاد کا بیان ﴾

سوال : قیاس واجتہاد کا معنیٰ کیا ہے کیا قیاس اور اجتہاد کرنے کا ثبوت احادیث میں موجود ہے؟

جواب : قیاس کا معنیٰ لغت میں اندازہ کرنے کے ہیں چنانچہ عرب میں کہا جاتا ہے فی النعل بالنعل، نعل کا نعل کے ساتھ اندازہ کرو۔

اصطلاحِ شریعت میں فرع کو اصل کے ساتھ حکم اور علت میں برابر کر دینے کو قیاس کہا جاتا ہے۔

شریعت کے چاروں دلائل علی الترتیب کتاب اللہ، سنت رسول اللہ، اجماعِ امت، اور قیاسِ مجتہد ہیں اجتہاد وقیاس کی حیثیت اگرچہ پورے طور پر اصل کی نہیں لیکن اس کا فرعی ہونا مسلم ہے اس لیے کہ قیاس واجتہاد کا بنیادی ماخذ بھی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہیں جب کسی مسئلے میں قرآن کریم یا سنت ثابتہ نے قطعی اور دوٹوک فیصلہ صادر فرمادیا تو پھر کسی کے لیے اجتہاد اور قیاس کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

اجتہاد وقیاس کی ضرورت وہاں پیش ہوتی ہے جہاں قرآن وسنت میں صریح، واضح اور قطعی حکم نہ ملے اور اجماع امت بھی نہ ہو ایسی صورت میں اجتہاد وقیاس کا حُجتِ شرعیہ ہونا

صحابۂ کرام، تابعین عظام اور ہر زمانے کے علمائے امت کے نزدیک مسلم ہے اور حدیث پاک کی تعلیم کے مطابق ہے۔

بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۹۲ ''بَابُ اَجْرِ الْحَاكِمِ اِذَا اجْتَهَدَ فَاصَابَ اَوْ اَخْطَأَ'' حاکم کو اجتہاد کرنے پر ثواب ملنا اجتہاد صحیح ہو یا غلط ہو (كِتَابُ الْاِعْتِصَام

﴿۱۱۴﴾ (۱) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَاَصَابَ فَلَهُ اَجْرَانِ وَاِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَخْطَأَ فَلَهُ اَجْرٌ۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا جب حاکم کوئی فیصلہ کرے اور اجتہاد کرے اور وہ صحیح ہو تو اس کے لیے دو اجر ہے اور جب فیصلہ کرے اور اجتہاد کرے پھر اس سے خطا ہو تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔

فائدہ: خطا پر اجر ملنے کی وجہ یہ ہے کہ قیاس و اجتہاد کرنے والے نے حق معلوم کرنے کی کوشش کی ہے اس کوشش کی وجہ سے اجر دیا جائے گا۔

(۲) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۷۹۹ '' بَابٌ اِذَا عُرِّضَ بِنَفْيِ الْوَلَدِ (كِتَابُ الطَّلَاق)

﴿۱۱۵﴾ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وُلِدَ لِيْ غُلَامٌ اَسْوَدُ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا اَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ هَلْ فِيْهَا مِنْهَا اَوْرَق قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَنّٰى ذٰلِكَ قَالَ لَعَلَّ نَزَعَهُ عِرْقٌ قَالَ فَلَعَلَّ اِبْنَكَ هٰذَا نَزَعَهُ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے گھر ایک کالے رنگ کا لڑکا پیدا ہوا ہے حضور نے ارشاد فرمایا کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں؟ اس نے

جواب دیاہاں حضور نے فرمایاان کارنگ کیسا ہے؟اس نے کہاسرخ رنگ کے ہیں آپ نے دریافت فرمایا کیاان اونٹوں میں کوئی خاکی رنگ کا ہے؟اس نے جواب دیاہاں خاکی رنگ کا بھی ہے حضور نے فرمایا یہ خاکی رنگ کا اونٹ کیسے ہوگیا؟اس نے کہاشایداس مادہ کی کسی رگ نے یہ رنگ کھینچ لیا ہوحضور نے ارشاد فرمایا اسی طرح تیرے بیٹے کارنگ بھی کسی رگ نے کھینچ لیا ہوگا۔

یعنی محض رنگ کی وجہ سے اپنی بیوی کے اوپر کسی طرح کی بدگمانی نہ کرو۔

(بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۳۰،بابُ الْمِسْكِ مُشک کابیان(کتابُ الذَّبائح والصَّيْدِ)بخاری شریف جلداول صفحہ ۲۸۲ بَابُ الْعَطَّار (کتابُ الْبُيُوْع)

﴿۱۱۶﴾(۳)عَنْ اَبِی مُوْسیٰ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْکِیْرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ اِمَّا اَنْ یُحْذِیَكَ وَاِمَّا تَبْتَاعَ مِنْهُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحاً طَیِّبَةً وَنَافِخُ الْکِیْرِ اِمَّا اَنْ یُحْرِقَ ثِیَابَكَ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحاً خَبِیْثَةً۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اچھے دوست اور برے دوست کی مثال ایسے ہی ہے جیسے مشک والا اور دوسرا بھٹی والا۔مشک والا یا تو تجھے مُشک تحفہ میں دے گا یا تو اس سے کچھ مشک خریدے گا یا اس کی اچھی خوشبو تو پائے گا اور وہ دوسرا بھٹی والا یا تو تیرے کپڑے جلادے گا یا تو اس سے بدبو پائے گا۔

(۴)بخاری شریف جلداول صفحہ ۲۴۹،۲۵۰ " بَابُ الْحَجِّ وَالنَّذْرِ عَنِ الْمَیِّتِ موتی کی طرف سے حج کرنے اور منت پوری کرنے کا بیان "اَبْوَابُ الْعُمْرَةِ (کتابُ الْمَنَاسِكِ)

﴿۱۱۷﴾عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَةً مِنْ جُهَیْنَةَ جَائَتْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ اُمِّیْ نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰی مَاتَتْ

اَفَأَحُجُّ عَنْهَا قَالَ حُجِّي عَنْهاَ أَرَئَيْتَ لَوْ كَانَ عَلىٰ اُمِّكِ دَيْنٌ اُكُنْتِ قَاضِيَةً اُقْضُوا اللّٰهَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ قبیلہ جُہینَہ کی ایک خاتون نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا میری ماں نے حج کرنے کے لیے مَنّت مانی تھیں لیکن حج پورا کرنے سے پہلے وہ انتقال کر گئیں کیا میں اُن کی طرف سے حج کروں؟ حضور نے ارشاد فرمایا اپنی ماں کی طرف سے حج پورا کرو بتاؤ اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو کیا وہ اسے ادا نہ کرتیں اللہ کا حق ادا کرو اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ حقدار ہے کہ اس کے حق کو پورا کیا جائے۔

اس حدیث میں علت جامعہ کی بنیاد پر اجتہاد کرنے کا واضح اشارہ موجود ہے یعنی أَرَئَيْتَ لَوْ كَانَ عَلىٰ اُمِّكِ دَيْنٌ اُكُنْتِ قَاضِيَةً اُقْضُوا اللّٰهَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ۔
بتاؤ اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو کیا وہ اسے ادا نہ کرتیں اللہ کا حق ادا کرو اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ حقدار ہے کہ اس کے حق کو پورا کیا جائے۔

فائدہ : رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ نے حج بدل کرنے کے لیے دَین یعنی قرض کو بطور نظیر ذکر فرمایا کہ جو کام اپنے ذمہ آئے اس کو پورا کرنا ضروری ہے جیسے لوگوں کا قرض، تو اللہ تعالیٰ کا جو قرض بندوں پر ہے اس کو ادا کرنا اور بھی زیادہ اہم ہے۔

(۵) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۹۴۸ ''بَابُ فَضْلِ ذِكْرِ اللّٰه'' اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے کی فضیلت کا بیان (كِتَابُ الدَّعْوَات)

﴿۱۱۸﴾ عَنْ اَبِيْ مُوْسىٰ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِيْ يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِيْ لَايَذْكُرُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اپنے پروردگار کا ذکر کرتا ہے اور وہ جو (اپنے رب کا) ذکر نہیں کرتا ہے ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔

﴿ حضرت عبداللہ ابن عباس کا قیاس کرنا ﴾

(۱) بخاری شریف جلد دوم صفحہ۱۰۹۳ بَابُ الْاَحْکَامِ الَّتِیْ تُعْرَفُ بِالدَّلَائِلِ اُن احکام کا بیان جو دلائل سے جانے جائیں۔ (کِتَابُ الْاِعْتِصَام)

﴿۱۱۹﴾ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الضَّبِ فَقَالَ لَا آکُلُهٗ وَلَا اُحَرِّمُهٗ وَاُکِلَ عَلٰی مَائِدَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَدَلَّ اِبْنُ عَبَّاسٍ بِاَنَّهٗ لَیْسَ بِحَرَامٍ۔

راوی فرماتے ہیں کہ حضور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے گوہ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا نہ میں اس کو کھاؤں گا اور نہ میں اس کو حرام قرار دوں گا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دستر خوان پر گوہ کھایا گیا تو حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے استدلال کیا کہ اُس کا کھانا حرام نہیں ہے۔

﴿ حضرت ابوهریره کا قیاس کرنا ﴾

بخاری شریف جلد دوم صفحہ۸۰۶ "بَابُ وُجُوْبِ النَّفْقَةِ عَلَی الْاَهْلِ وَالْعَیَال" اہل وعیال پر خرچ کرنے کے وجوب کا باب (کِتَابُ النَّفَقَات

﴿۱۲۰﴾ (۷) قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَاتَرَكَ غِنًی وَالْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِنَ الْیَدِ السُّفْلٰی وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ تَقُوْلُ الْمَرْأَةُ اِمَّا اَنْ تُطْعِمَنِیْ وَاِمَّا اَنْ تُطَلِّقَنِیْ وَیَقُوْلُ الْعَبْدُ اَطْعِمْنِیْ وَاسْتَعْمِلْنِیْ وَیَقُوْلُ الْاِبْنُ اَطْعِمْنِیْ اِلٰی مَنْ تَدَعُنِیْ قَالُوْا یَااَبَاهُرَیْرَةَ! سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا هٰذَا مِنْ کِیْسِ اَبِیْ هُرَیْرَةَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بہترین صدقہ وہ ہے جو آدمی کو محتاج نہ بنادے اور اوپر کا ہاتھ نیچے سے بہتر ہے اور پہلے اس پر خرچ کر جو تیرے عیال میں ہے۔ ورنہ عورت کہے گی یا تو مجھے

کھانا دو یا تو مجھے طلاق دے دو اور غلام کہے گا مجھے کھانا کھلاؤ پھر خدمت میں لگاؤ اور بیٹا کہے گا کہ مجھے کھانا دو کس کے حوالے مجھے چھوڑتے ہو لوگوں نے پوچھا اے ابو ہریرہ کیا یہ سب آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا نہیں یہ ابو ہریرہ کی سمجھ سے ہے۔

اس حدیث میں ''تَقُوْلُ الْمَرْأَةُ اِمَّا اَنْ تُطْعِمَنِیْ وَاِمَّااَنْ تُطَلِّقَنِیْ وَ یَقُوْلُ الْعَبْدُ اَطْعِمْنِیْ وَاسْتَعْمِلْنِیْ وَیَقُوْلُ الْاِبْنُ اَطْعِمْنِیْ اِلٰی مَنْ تَدَعُنِیْ سے اخیر تک کا جملہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنا قول ہے جو انھوں نے حدیث کے آخری جملہ ''وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْل '' (پہلے ان پر خرچ کرو جو تمہارے عیال میں ہے) سے قیاس کیا ہے یعنی اگر اپنے اہل وعیال کو کھانا خرچہ نہیں دو گے تو بیوی ایسا کہے گی، غلام ایسا کہے گا، بیٹا ایسا کہے گا۔

﴿ قاضیِ وقت کا قیاس کرنا ﴾

(۸) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۰۶ ''بَابٌ فِیْ کَمْ یَقْرَءُ الْقُرْآن '' قرآن کتنے دن میں ختم کرے (کِتَابُ فَضَآئِلِ الْقُرْآن)

﴿۱۴۱﴾ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ لِیْ ابْنُ شُبْرُمَةَ نَظَرْتُ کَمْ یَکْفِیْ الرَّجُلَ مِنَ الْقُرْآنِ فَلَمْ اَجِدْ سُوْرَةً اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثِ آیَاتٍ فَقُلْتُ لَایَنْبَغِیْ لِاَحدٍ اَنْ یَّقْرَأَ اَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ آیَاتٍ۔

حضرت سفیان ابن عینیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے (کوفہ کے قاضی) حضرت شُبْرُمہ نے کہا میں نے غور کیا کہ (نماز میں) آدمی کو کم سے کم کتنا قرآن پڑھنا کافی ہوتا ہے تو میں نے تین آیتوں سے کم کا کوئی سورہ نہیں پایا تو میں نے اس سے یہ سمجھا کہ کسی آدمی کو (ہر رکعت میں) تین آیتوں سے کم پڑھنا مناسب نہیں ہے۔

(۹) بخاری شریف جلد اول رصفحہ ۱۴۷ ''بَابٌ فِیْ کَمْ یُقَصَّرُ الصَّلٰوةُ '' کتنے سفر کی مدت میں نماز میں قصر کیا جائے گا(اَبْوَابُ تَقْصِیْرِ الصَّلٰوةِ)دن میں ختم کرے (کِتَابُ فَضَآئِلِ الْقُرْآن)

﴿۱۲۲﴾ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ لِیْ ابْنُ شُبْرُمَةَ نَظَرْتُ كَمْ يَكْفِیْ الرَّجُلَ مِنَ الْقُرْآنِ فَلَمْ اَجِدْ سُوْرَةً اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثِ آيَاتٍ فَقُلْتُ لَايَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ اَنْ يَّقْرَأَ اَقَلَّ مِنْ ثَلَاثِ آيَاتٍ۔

حضرت سفیان ابن عیینہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے (کوفہ کے قاضی) حضرت شُبْرُمہ نے کہا میں نے غور کیا کہ (نماز میں) آدمی کو کم سے کم کتنا قرآن پڑھنا کافی ہوتا ہے تو میں نے تین آیتوں سے کم کا کوئی سورہ نہیں پایا تو میں نے اس سے یہ سمجھا کہ کسی آدمی کو (ہر رکعت میں) تین آیتوں سے کم پڑھنا مناسب نہیں ہے۔

﴿ امام بخاری کا قیاس کرنا ﴾

(۱۰) بخاری شریف جلد اول رصفحہ ۱۴۷ ''بَابٌ فِیْ كَمْ يُقْصَرُ الصَّلٰوةُ '' کتنے سفر کی مدت میں نماز میں قصر کیا جائے گا (اَبْوَابُ تَقْصِيْرِ الصَّلٰوةِ) نماز میں قصر کرنے کا بیان۔

﴿۱۲۳﴾ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَةُ ثَلٰثًا اِلَّا مَعَهَا ذُوْ مَحْرَمٍ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت محرم کے بغیر تین دن کا سفر نہ کرے

فائدہ: امام بخاری نے اس حدیث کے لیے باب متعین کیا ہے نماز قصر کا اور اس کے لیے جو حدیث پیش کیا ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ کسی محرم کے بغیر تین دن کا سفر کرے اب سوال یہ ہے کہ اس حدیث پاک کا نمازِ قصر سے کیا تعلق ہے؟

تعلق ضرور ہے لیکن بطور قیاس، وہ اس طرح کہ حالتِ سفر میں نماز قصر کرنے کا حکم ہے لیکن سفرِ شرعی کی مقدار کیا ہے؟ معلوم نہیں۔

امام بخاری نے اس حدیث سے سفرِ شرعی کا مقدار بطور قیاس کیا ہے وہ اس طرح کہ عورت

کومحرم کے بغیر تین دن کے سفر سے روکا گیا ہے گویا سفر شرعی کی مقدار تین دن ہے اس طرح تین دن کے سفر پر نماز قصر کرنے کا حکم ثابت ہوگا۔

﴿ بدعت ضلالہ ﴾

سوال : کیا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال فرمانے کے بعد ہونے والا ہر نیا کام بدعتِ ضلالہ ہے جس کا بدلہ جہنم بتایا گیا ہے؟

جواب : بدعتِ ضلالہ وہ ہے جو قرآن وحدیث کے خلاف ہو یا قرآن وحدیث سے متصادم ہو یا جو ثابت شدہ سنتوں کا رد کرے۔

اگر ہر نئی چیز، ہر نئے کام کو بدعت ضلالہ کہیں گے تو ایسی صورت میں صحابۂ کرام پر اعتراض وارد ہوگا مزید وضاحت کے لیے بخاری شریف کی چند ایسی روایتیں ملاحظہ ہوں جن میں نئے کام ہونے کا ثبوت تو ہے لیکن انھیں بدعتِ ضلالہ نہیں کہا جا سکتا۔

کچھ مخصوص گناہ پر شریعت کی جانب سے مقرر کیے ہوئے سزا کو ''حد'' کہتے ہیں، حد کا مقصد .... لوگوں کو گناہ کرنے سے روکنا ہے جیسے چوری کرنے کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے تاکہ دوسرے لوگ اس سے عبرت حاصل کریں اور چوری کرنے سے باز رہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿۸۵﴾ وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (پارہ۶، المائدہ ۳۸)

اور جو مرد یا عورت چور ہو تو اُن کا ہاتھ کاٹو ان کے کیے کا بدلہ اللہ کی طرف سے سزا اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

(۱) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۰۲ ''بَابُ الضَّرْبِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ '' کھجور کی ٹہنی اور جوتوں سے مارنے کا بیان (كِتَابُ الْحُدُوْدِ)

﴿۱۲۴﴾ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اُتِىَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ قَالَ اِضْرِبُوْهُ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهٖ وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهٖ

وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهٖ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص کو لایا گیا جو شراب پیئے ہوئے تھا حضور نے ارشاد فرمایا اس کو مارو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم میں سے کچھ لوگوں نے اُس کو اپنے ہاتھ سے مارا اور کچھ لوگوں نے اپنی چپل سے اور کچھ لوگوں نے اپنے کپڑے سے مارا۔

(۲) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۰۲ "بَابُ الضَّرْبِ بِالْجَرِیْدِ وَالنِّعَالِ" کھجور کی ٹہنی اور جوتوں سے مارنے کا بیان (کِتَابُ الْحُدُوْدِ)

﴿۱۲۵﴾ حضرت عمیر بن سعید نخعی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا مَا كُنْتُ لِاُقِيْمَ حَدًّا عَلٰى اَحَدٍ فَيَمُوْتُ فَاَجِدُ فِيْ نَفْسِيْ اِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ فَاِنَّهٗ لَوْمَاتَ وَدَّيْتُهٗ وَذٰلِكَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَسُنَّهٗ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کسی پر حد قائم کرتا اور وہ مرجاتا تو اس سے میرے دل میں کوئی خدشہ نہیں پیدا ہوتا سوائے شرابی کے کہ اگر کوئی شرابی مرجاتا تو میں اس کی دیت دیتا اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شرابی کی سزا کے لیے حد کی خاص مقدار مقرر نہیں فرمائی۔

دونوں حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شراب پینے والوں کی سزا میں حد کی کوئی خاص مقدار مقرر نہیں فرمایا۔

(۳) بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۰۲ "بَابُ الضَّرْبِ بِالْجَرِیْدِ وَالنِّعَالِ" کھجور کی ٹہنی اور جوتوں سے مارنے کا بیان (کِتَابُ الْحُدُوْدِ)

﴿۱۲۶﴾ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنَّا نُوْتٰى بِالشَّارِبِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اِمْرَةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَصَدْراً مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ فَنَقُوْمُ اِلَيْهِ بِاَيْدِيْنَا وَنِعَالِنَا وَاَرْدِيَتِنَا حَتّٰى كَانَ آخِرَ اِمْرَةِ عُمَرَ فَجَلَدَ اَرْبَعِيْنَ

حَتّٰی اِذَا عَتَوْا وَفَسَقُوْ جَلَدَ ثَمَانِیْنَ۔

حضرت سائب بن یزید سے رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے شروع میں ہم شرابی کو لاتے تو اسے اپنے ہاتھوں اور چپلوں اور چادروں سے مارتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے اخیر دور میں چالیس کوڑے مارا اس کے باوجود جب لوگوں نے سرکشی کی اور شراب پینا جاری رکھا تو آپ نے اسی کوڑے مارا۔

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شرابی کی سزا کے لیے حد کی کوئی مقدار مقرر نہیں فرمایا لیکن حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت کے اخیر میں شراب پینے والوں کی سزا چالیس کوڑے مقرر فرمادیا تھا جب آپ نے دیکھا کہ لوگ اب بھی شراب پینے سے باز نہیں آرہے ہیں تو چالیس کوڑوں کے بجائے اسی کوڑے کردیا تھا اب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فعل کو بدعتِ ضلالہ تو نہیں کہا جائے گا۔

بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۰۹ ''بَابُ مَا يَقُوْلُ الْاِمَامُ وَمَنْ خَلْفَهٗ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ'' امام اور مقتدی رکوع سے سر اٹھا کر کیا کہے (كِتَابُ الْاَذَانِ)

﴿۱۲۷﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ قَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

(۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کے بعد اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فرماتے۔

حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکوع سے سر اٹھاتے وقت اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہا کرتے۔

(۵) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۰۹ ''بَابُ فَضْلِ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ''

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَاوَلَكَ الْحَمْد کہنے کی فضیلت (کِتَابُ الْاَذَان)

﴿۱۲۸﴾عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهْ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فَاِنَّهٗ مَنْ وَافَقَ قَوْلَهٗ قَوْلَ الْمَلٰئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهْ کہے تو تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد کہا کرو جس کا کہنا فرشتوں کے قول کے موافق ہو جائے گا اس کے اگلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهْ کے جواب میں اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد کہنے کا حکم فرمایا ہے۔

(٦) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۰۹ ''بَابُ فَضْلِ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد'' اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد کہنے کی فضیلت (کِتَابُ الْاَذَان)

﴿۱۲۹﴾عَنْ رُفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ الزُّرَقِی قَالَ كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّیْ وَرَآءَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَيْهِ وَسَلَّم فَلَمَّا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه قَالَ رَجُلٌ وَرَآئَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَنِ الْمُتَكَلِّمُ قَالَ اَنَا قَالَ رَاَيْتُ بِضْعَةً وَّثَلاثِيْنَ مَلَكًا يَبْتَدِرُوْنَهَا اَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا اَوَّلُه۔

حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم لوگ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے جب حضور نے رکوع سے اپنا سر مبارک اٹھایا تو آپ نے فرمایا سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه ایک شخص نے اس کے جواب میں یوں کہا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُّبَارَكًا فِيْهِ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے دریافت فرمایا یہ کلمات کہنے والا کون ہے؟ اس شخص نے کہا میں نے

یہ کلمات کہے ہیں حضور نے ارشاد فرمایا میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو جلدی کرتے دیکھا کہ ان میں سے کون اس کو پہلے لکھتا ہے۔

پہلی حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه کے جواب میں صرف اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد کہا ہے دوسری حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور نے صحابہ کرام کو اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْد کہنے کا حکم فرمایا ہے لیکن تیسری حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ صحابیِ رسول نے لفظ اَللّٰهُمَّ نہیں کہا ہے اور رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کے بعد حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ کا اضافہ بھی فرما دیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کمی اور زیادتی کو پسند بھی فرمایا ہے۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ ہر کمی اور زیادتی کو بدعتِ ضلالہ نہیں کہہ سکتے ہیں اور جس طرح درود شریف، دعا، تسبیح وغیرہ میں الفاظ کی کمی زیادتی کو بدعتِ ضلالہ سے تعبیر نہیں کر سکتے ہیں اسی طرح ہر جائز و مستحب کام کو بدعت ضلالہ سے تعبیر کرنا غلط ہے بدعتِ ضلالہ وہی ہوگا جو قرآن وحدیث کے حکم کے خلاف ہو، یا قرآن وحدیث سے متصادم ہو، یا جو ثابت شدہ سنتوں کا رد کرے مزید وضاحت کے لیے بخاری شریف کی کچھ اور روایتیں ملاحظہ ہوں۔

(۷) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۱۲۴ ''بَابُ الْاَذَانِ يَوْمَ الْجُمُعَه'' جمعہ کے دن اذان دینے کا بیان'' (كِتَابُ الْجُمُعَه)

﴿۱۳۰﴾ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كَانَ النِّدَاءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوَّلُهُ اِذَا جَلَسَ الْاِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ وَ كَثُرَ النَّاسُ زَادَ النِّدَاءَ الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَآءِ۔

حضرت سائب ابن یزید روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں جمعہ کے دن پہلی اذان اُس وقت ہوتی تھی جب امام منبر پر بیٹھ جاتے جب

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ خلافت آیا اور مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہوگئی تو آپ نے زوراء پر تیسری اذان کا اضافہ فرمادیا۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ عہدِ رسالت اور حضرت ابوبکر صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دورِ خلافت کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں جمعہ کے دن زوراء پر تیسری اذان کا اضافہ فرمادیا ہے جو اب تک جاری ہے اور انشاء اللہ صبح قیامت تک جاری رہے گا اب اس اضافہ کو بدعتِ ضلالہ تو نہیں کہا جائے گا۔

فائدہ: زوراء مدینہ کے بازار میں ایک مقام کا نام ہے۔

(۸) بخاری شریف جلد اول صفحہ ۶۳ ''بَابُ بُنْیَانِ الْمَسْجِد ''مسجد بنانے کا بیان (کِتَابُ الصَّلٰوۃ)

﴿۱۳۱﴾ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ قَالَ اِنَّ الْمَسْجِدَ کَانَ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَبْنِیًّا بِاللَّبِنِ وَسَقْفُہُ الْجَرِیْدُ وَعُمُدُہُ خُشُبُ النَّخْلِ فَلَمْ یَزِدْ فِیْہِ اَبُوْبَکْرٍ شَیْأً وَزَادَ فِیْہِ عُمَرُ وَبَنَاہُ عَلٰی بُنْیَانِہٖ فِیْ عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاللَّبِنِ وَالْجَرِیْدِ وَاَعَادَ عُمُدَہُ خُشُبًا ثُمَّ غَیَّرَہُ عُثْمَانُ فَزَادَ فِیْہِ زِیَادَۃً کَثِیْرَۃً وَّ بَنٰی جِدَارَہُ بِالْحِجَارَۃِ الْمَنْقُوْشَۃِ وَالْقَصَّۃِ وَجَعَلَ عَمَدَہُ مِنْ حِجَارَۃٍ مَنْقُوْشَۃٍ وَسَقَفَہُ بِالسَّاجِ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں مسجدِ نبوی کچی اینٹوں سے بنی ہوئی تھی اور اُس کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی اور ستون کھجور کے تنے کے تھے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں کچھ اضافہ نہیں فرمایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مسجدِ نبوی کی تعمیر اس طرح کی کہ دیواریں کچی اینٹوں کی بنائی گئیں چھت کھجور کی شاخوں کی بنائی گئیں اور ستون کھجور کے تنوں

کے تھے یعنی یہ تعمیر بھی عہد رسالت کی تعمیر جیسی تھی۔

لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مسجدِ نبوی کی تعمیر میں کافی تبدیلیاں کیں دیواریں نقش کی ہوئی پتھروں سے بنائی گئیں اور اُس کے ستون نقش کیے ہوئے پتھروں سے بنائے گئے اور مسجد نبوی کی چھت ساکھو کی لکڑی سے تعمیر کی گئی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دورِ خلافت میں مسجدِ نبوی کی تعمیر میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی لیکن سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں مسجدِ نبوی کی تعمیر میں کافی تبدیلیاں کروائیں آپ نے مسجدِ نبوی کی دیواریں اور ستون نقش کیئے ہوئے پتھروں سے بنوائی اور چھت ساکھو کی لکڑی سے بنوایا... اب سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اِس فعل کو بدعتِ ضلالہ تو نہیں کہا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے۔

﴿٨٦﴾ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ۔ (پارہ ۲، البقرہ ۱۵۸)

اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے

مسلم شریف جلد اول صفحہ ۳۲۷ "بَابُ الْحَثِّ عَلَى الصَّدَقه" (كِتَابُ الزَّكوة) کی حدیث ہے جس نے اسلام میں میں کوئی اچھا طریقہ ایجاد کیا اسے اُس کا ثواب ملے گا اور اس کے بعد جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے اُن سب کے برابر ایجاد کرنے والے کو ثواب ملے گا اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی، اور جس نے اسلام میں میں کوئی برا طریقہ ایجاد کیا اس پر اُس کا گناہ ہوگا اور اس کے بعد جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے سب کے برابر ایجاد کرنے والے کو گناہ ہوگا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی کی جائے۔

نیا طریقہ تو وہی ہوگا جس کا پہلے سے وجود نہ ہو اور جو نیا طریقہ بہتر ہو، اچھا ہو تو وہ بدعتِ ضلالہ نہ ہوگا بلکہ حدیث کے تحت باعثِ ثواب ہوگا اور حدیث کا یہ حکم پوری امت

کے لیے عام ہے مسلمان اچھی چیزیں ایجاد کر کے قیامت تک ثواب پاتے رہیں گے لہٰذا ہر جائز مستحب کام کو شرک و بدعت کہنا غلط ہے جہالت و نادانی ہے۔

البتہ اگر کوئی برا طریقہ ایجاد کرے گا جو شریعت و سنت کے متصادم ہو یا خلاف ہو تو وہ یقیناً بدعت و حرام ہوگا اور ایجاد کرنے والا ضرور گناہ گار ہوگا جیسا کہ حدیث کے اخیر حصہ میں بتایا گیا ہے۔

﴿ فریب دینے کا انجام ﴾

سوال : لوگوں کو فریب دینے والوں کا انجام کیا ہوگا؟

جواب : کسی کو دھوکا فریب دینا پھر بظاہر توبہ کر کے انہیں باتوں کا مرتکب رہنا فتنہ ہے، عذابِ جہنم کا موجب ہے ایسے لوگوں کو قیامت میں ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

﴿۸۷﴾اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ۔ (پارہ ۳۰ رسورہ البروج ۱۰)

بے شک جنہوں نے ایذا دی مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کو پھر توبہ نہ کی ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے آگ کا عذاب۔

بخاری شریف جلد دوم ۹۱۲ "باب یدعیٰ الناس بِاٰبآئِهم" (کِتَابُ الْاَدَب) کی حدیث پاک ہے۔

﴿۱۳۲﴾عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْغَادِرَ یُنْصَبُ لَہٗ لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یُقَالُ هٰذِہٖ غَدَرَۃُ فُلَانٍ بْنِ فُلَانٍ۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن دھوکا دینے والوں کے لیے ایک جھنڈا بلند کیا جائے گا اور کہا جائے گا یہ فلاں ابن فلاں کے دھوکا دینے کا نشان ہے۔

یعنی قیامت کے دن سب لوگوں کو دکھا دیا جائے گا کہ یہ آدمی ایسا ہے، جو دنیا میں لوگوں کو

فریب دیا کرتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

﴾ قرآن کریم اور بخاری شریف سے جواب کیوں؟ ﴿

سوال : آپ نے سوالوں کے جوابات صرف قرآن شریف اور بخاری شریف کی احادیث سے کیوں دیا؟

جواب : وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْغَفَّار۔

ایں سعادت بزور بازو نیست ... تانہ بخشد خدائے بخشندہ

جب حوصلے بلند ہوں کامل ہو شوق بھی...وہ کام کون سا ہے جو انساں نہ کر سکے

بحمدہٖ تعالیٰ اگر قرآن شریف اور بخاری شریف کے ساتھ مسلم شریف، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، ابوداؤد، نسائی، مؤطا امام مالک، مؤطا امام محمد، مسند احمد، دارمی، طحاوی، طبرانی، دارقطنی، بیہقی، شرح السنۃ، مشکوٰۃ شریف، وغیرہ کی صحیح روایتوں کو اخذ کرلیا جائے تو پائے جانے والے مختلف فیہ مسائل میں سے نوے فیصد مسئلے حل ہو جائیں اور آپس میں اتفاق واتحاد پیدا ہو جائے۔

صرف قرآن شریف اور بخاری شریف سے دلیل دینے کی وجہ یہ ہے کہ کچھ لوگ اہل سنت و جماعت حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی پر الزام لگاتے ہیں کہ اہلسنت و جماعت کے مسائل قرآن وحدیث، صحابہ وتابعین، اور سلف صالحین کے خلاف ہیں۔

بحمدہٖ تعالیٰ اس کتاب میں جو مسائل بیان ہوئے ہیں وہ اکثر سنن ومستحبات میں سے ہیں جن کا ثبوت قرآن کریم اور بخاری شریف کی حدیثوں سے دیا گیا ہے۔

اسی طرح اہل سنت وجماعت حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، کے مسائل مثلاً فرائض و واجبات، سنن ومستحبات نماز وروزہ، حج وزکوٰۃ، شادی، خرید وفروخت، وغیرہ کے مسائل قرآنِ کریم اور احادیثِ صحیحہ سے ہی ماخوذ ہیں موجودہ دور کے جدید مسائل کا استنباط بھی قران وحدیث کی روشنی میں کیا جاتا ہے۔

لہٰذا صرف بخاری شریف کی حدیث کا حوالہ دے کر لوگوں کو غلط فہمی میں مبتلا کر کے مذہبِ حق سے برگشتہ کرنا اچھا نہیں اس لیے کہ بخاری شریف کے علاوہ صحابۂ کرام، تابعین اور تبع تابعین، سلف صالحین کے دور میں مرتب کی گئی حدیث کی دوسری بہت سی ایسی کتابیں ہیں جو بخاری شریف سے پہلے اور بعد میں لکھی گئیں ہیں اور ان میں احادیث صحیحہ کثرت سے موجود ہیں اُن روایتوں سے بھی ائمۂ ومجتہدین، محدثین ومفسرین نے مسائل کا استنباط کیا ہے۔

بخاری شریف سے کسی مسئلہ کے ثابت نہ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ مسئلہ کسی دوسرے کتاب کے حوالے سے ثابت نہ ہو۔

اسی طرح بخاری شریف میں کسی مسئلہ کے ثابت ہونے کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ اسی پرعمل کرنا لازم ہوگا اور اس کے مدمقابل کسی دوسری صحیح روایت پرعمل نہیں کیا جائے گا اختلاف کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ دلائل و براہین پر مکمل غور وفکر کر لیا جائے اور حدیث کی دوسری کتابوں کا بھی مطالعہ کر لیا جائے۔ رب العالمین کا فرمانِ عالیشان ہے۔

﴿۸۸﴾ وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْراً

(پارہ ۵ رسورہ النساء ۱۱۵)

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی۔

﴿۸۹﴾ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاً وَّلَاتَفَرَّقُوْا (پارہ ۴ آل عمران ۱۰۳)

اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا۔

﴿۹۰﴾ وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ (پارہ ۲۷ رالذاریات ۵۵)

اور سمجھاؤ کہ سمجھانا مسلمانوں فائدہ دیتا ہے۔

﴿۹۱﴾ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (پارہ ۲۴ رع ۱۹ سورہ حٰم السجدہ ۳۳)

اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے میں مسلمان ہوں۔

مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ صحابۂ کرام، تابعین عظام، ائمۂ مجتہدین اور سلف صالحین کے عقائد حقہ اور ان کے اعمالِ زندگی کے مطابق شب و روز گذاریں تا کہ انھیں کوئی گمراہ نہ کرنے پائے اور آخرت میں ذلت و رسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

اَللّٰھُمَّ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْم صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلىٰ خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلىٰ آلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَاَهْلِبَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ۔

﴿جنتی دعا﴾

سوال : جنت میں رہنے والوں کی دعا کیا ہوگی اور آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات کے وقت کیا کہیں گے؟

جواب : جنت میں اہلِ جنت کی دعا سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ ہوگی اور ملاقات کے وقت پہلا کلام سلام ہوگا اور ان کی دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ہوگی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا۔

﴿۹۲﴾ دَعْوٰهُمْ فِيْهَا سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ (پارہ ۱۱ سورہ یونس ۱۰)

اُن کی دعا اس میں یہ ہوگی کہ اللہ تجھے پاکی ہے اور ان کے ملاقات کے وقت خوشی کا پہلا بول سلام ہے اور اُن کی دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ سب خوبیاں اللہ کے لیے جو رب ہے سارے جہاں کا۔

﴿ بخاری شریف کی آخری حدیث ﴾

سوال : بخاری شریف کی آخری حدیث کون سی ہے؟

جواب : امیر المومنین فی الحدیث امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متوفی ۲۵۶ھ کی کتاب جامع صحیح بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۱۲۹ بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی الخ (کِتَابُ الرَّدُّ عَلَی الْجَهْمِيَّةِ الخ) کی آخری حدیث پاک یہ ہے۔

﴿۱۳۳﴾ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحٰنَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دو کلمے ایسے ہیں جو رحمان کو پیارے ہیں زبان پر ہلکے ہیں میزان میں بھاری ہیں یعنی سُبْحٰنَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحٰنَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ہم اللہ کی ہر عیب سے پاکی بیان کرتے ہیں اس کی حمد کے ساتھ اللہ ہر عیب سے پاک ہے عظمت والا۔

ابوطیبہ بملک محمد شبیر عالم مصباحی

۳۰ ر نمبر الیٹ روڈ، پوسٹ پارک اسٹریٹ کلکتہ ۱۶۔

خطیب وامام رائنڈ اسٹریٹ جامع مسجد کلکتہ ۱۶

فون نمبر 09903429656

﴿☆﴾﴿☆﴾﴿☆﴾﴿☆﴾

مؤلف کی دوسری کتابیں جو شائع ہو چکی ہیں

(۱)گلدستۂ نقابت ناشر : المجمع المصباحی مبارکپور

(۲)تجلیاتِ قرآن(۳)تجلیات رمضان(۴)تجلیاتِ شب قدر

ناشر : ادارہ تصنیفات ۳۰ الیٹ روڈ کلکتہ ۱۶

(۵)تکبیر کا مسئلہ (۶)مصافحہ کا سنت طریقہ

(۷)فرقہ وہابیہ پرایک تحقیقی نظر

ناشر جامعہ اہلسنت حضرت ٹیپو سلطان شہید

چترادرگہ کرناٹک

(۸) قرآن کریم اور بخاری شریف سے جواب

ناشر: ادارہ تصنیفات ۳۹ رانڈ اسٹریٹ جامع مسجد کلکتہ۱۶

رابطہ کا پتہ :ادا رہ تصنیفات

۳۹/رانڈ اسٹریٹ جامع مسجد پوسٹ پارک اسٹریٹ کلکتہ۱۶ ۷۰۰۰

سر الاسرار
ضیاء الحدیث

ISBN 818317184-2

ISLAMIC PUBLISHER
447, GALI SAROTEY WALI MATIA MAHAL
JAMA MASJID DELHI-6, Ph.: 23284316, Fax: 23284582